عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: 22 | 17 تا 23/ جمادی الاول 1424ھ مطابق 18 تا 24/ جولائی 2003ء | شمارہ: 8

حضرت مولانا
## عبدالرحیم اشعرؒ
حیات وخدمات

# معیارِ صداقت اور مرزا قادیانی

رویزی عقائد
ایک نظر

## زبان
انسان کے بہترین دوست

## مولانا حضرت غلام غوث ہزارویؒ کا مجاہدانہ کردار

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

## وہم کا کیا علاج ہے؟

س:...... میں بی اے کی طالبہ ہوں۔ ہمارا گھرانہ تھوڑا بہت مذہبی ہے۔ گھر کے تقریباً سب ہی افراد نماز پڑھتے ہیں لیکن جب سے میں نے نماز پڑھنی شروع کی ہے' آہستہ آہستہ آج ایسی ہوگئی ہوں کہ اگر کسی کا پاؤں لگ جائے تو دھونے بیٹھ جاتی ہوں' اگر جھاڑو کسی کپڑے کو لگ جائے تو فوراً دھوتی ہوں' اگر گیلا پوچا کرے میں لگتا ہے تو میں اس سے بچتی ہوں' چھینٹوں سے تو اس طرح بچتی ہوں جیسے انسان آگ سے بچتا ہے کہ اگر پانی زمین پر گرا اور میرے کپڑوں پر چھینٹیں آ گئیں تو پائینچے دھوتی ہوں کہ ہر وقت میرے پائینچے گیلے رہتے ہیں کیونکہ ہمارا گھر چھوٹا ہے' آخر کب تک کمرے میں رہا جاسکتا ہے' بس میری یہی کیفیت ہے جس کی وجہ سے اب گھر والے مجھے ''نفسیاتی مریضہ' ذہنی مریضہ اور وہمن'' کے نام سے پکارتے ہیں' جس پر مجھے دلی دکھ ہوتا ہے اور پھر میں یہ سوچتی ہوں کہ اب ایسا نہ کروں گی لیکن پھر ایسا نہیں کر پاتی۔ خیال آتا ہے کہ کپڑے ناپاک ہوگئے تو نماز نہیں ہوگی۔ گھر والے مجھے ہر وقت پانی میں گھسے رہنے سے منع کرتے ہیں جس کی وجہ سے اب مجھے اگزیما کا مرض بھی ہوگیا ہے لیکن میں کہتی ہوں کہ میرے اوپر کسی قسم کی چھینٹ نہ آئے۔ گھر والے کہتے ہیں کہ ہمارے گھر میں کوئی بچہ نہیں ہے جس کے پیشاب وغیرہ کی چھینٹوں سے تمہارے کپڑے ناپاک ہو جائیں گے۔ کبھی کبھی جب مجھے اس بات پر ڈانٹ پڑتی ہے تو میرا دل چاہتا ہے کہ نماز ہی چھوڑ دوں تاکہ میں ان چیزوں سے نجات حاصل کرسکوں لیکن دل نہیں مانتا اور نماز کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑ سکتی۔ مجھے کیا کرنا چاہئے؟ آپ میرے سوال کا جلد از جلد جواب دے کر مجھے اس ذہنی اذیت سے نجات دلا سکتے ہیں۔

ج:...... بیٹی! ایک بات سمجھ لو۔ اگر پاکی' ناپاکی کا مسئلہ اتنا ہی مشکل ہوتا جتنی مشکل کہ آپ نے اپنے اوپر ڈال رکھی ہے' تو دنیا کا کارخانہ ہی بند ہو جاتا۔ آپ کی طرح ہر شخص بس پائینچے دھونے ہی میں لگا رہتا۔ یہ تمہیں وہم کا مرض ہے اور اس کا علاج بہت آسان ہے۔ وہ یہ کہ جن چیزوں کی وجہ سے آپ کو ناپاکی کی فکر لگی رہتی ہے' ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کرو اور جب تمہارا شیطان یوں کہے کہ یہ چھینٹے ناپاک تھے' فلاں چیز ناپاک تھی' تو شیطان سے کہا کرو کہ تو غلط کہتا ہے کہ میں تیری بات نہیں مانوں گی۔ اگر ایک مہینہ تک آپ نے میرے کہنے پر عمل کرلیا تو انشاء اللہ اس وہم کے مرض سے ہمیشہ کے لئے نجات مل جائے گی۔

## ''السلام علیکم پاکستان'' کہنا:

س:...... آج کل یہاں ایک مقامی ریڈیو چینل کام کر رہا ہے' جس کی نشریات مغربی تہذیب اور کلچر کی تقلید کرتے ہوئے ۲۴ گھنٹے جاری رہتی ہیں۔ مخلوط ٹیلیفون کالوں کے ذریعہ نہ صرف فحاشی کو فروغ دیا جا رہا ہے بلکہ دوسری طرف مال کا اسراف بھی کیا جاتا ہے۔ پوری پوری رات عورتیں' مرد کمپیئر سے فون پر اپنے دل کا راز و نیاز بیان کرتی ہیں اور جواباً مرد کمپیئر اپنے خیالات کا اظہار اشعار اور گانوں کے ذریعہ کرتا ہے۔ اس پروگرام میں ہر فون کرنے والا پہلے ''السلام علیکم پاکستان'' کہتا ہے' جواب میں بھی اسے ''السلام علیکم پاکستان'' کہا جاتا ہے' یعنی جنت کے کلام ''السلام علیکم'' کی بے ادبی کی جاتی ہے۔ کیا ''السلام علیکم'' کے ساتھ کوئی اور لفظ ملا کر کہنا یعنی ''السلام علیکم پاکستان'' کہنا جائز ہے؟

کیا عورتیں ٹیلیفون پر غیر محرم سے بے تکلف ہو کر باتیں کرسکتی ہیں؟

ج:...... جو لوگ پاکستان میں فحاشی اور عریانی پھیلاتے ہیں' مرنے کے بعد عذاب قبر میں مبتلا ہوں گے اور ان کے ساتھ ان کے حکمران بھی پکڑے جائیں گے' اس لئے کہ یہ ملک فحاشی کا اڈا بنانے کیلئے نہیں بنایا گیا تھا بلکہ یہاں قرآن و سنت کی حکمرانی جاری کرنے کیلئے بنایا گیا تھا۔

۱:...... ''السلام علیکم'' مسلمانوں کا شعار ہے لیکن اس کا اس طرح استعمال اس شعار کی بے حرمتی ہے۔

۲:...... عورتوں کا نامحرم مردوں سے بے تکلف گفتگو کرنا حرام اور ناجائز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آواز کو بھی پردہ بنایا ہے اور قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ''فلا تخضعن بالقول'' یعنی بات کرتے ہوئے تمہاری آواز میں لوچ نہیں آنا چاہئے۔ اس لئے یہ مرد اور عورتیں گنہگار ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہئے اور اپنے رویئے سے باز آجانا چاہئے ورنہ مرنے کے بعد ان کو اتنا سخت عذاب ہوگا کہ دیکھنے والوں کو بھی ترس آ جائے گا۔

ہفت روزہ
# ختم نبوۃ

جلد: ۲۲ ۱۴ تا ۲۰ جمادی الاول ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۸ تا ۲۴ جولائی ۲۰۰۳ء شمارہ: ۸

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہم

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

مولانا محمد اکرم طوفانی

مولانا اللہ وسایا

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر

علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید انظر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور شاہ
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و ڈیزائن: محمد ارشد اسلم، محمد فیصل عرفان

## اس شمارے میں


| | |
|---|---|
| اداریہ | 4 |
| حضرات صحابہ کرام محبت و وفا کی کسوٹی پر (مولانا محمد اکرم طوفانی) | 6 |
| حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ حیات و خدمات (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی) | 9 |
| زبان انسان کی بہترین دوست (مولانا محمد حنیف عبدالمجید) | 11 |
| معیار صداقت اور مرزا قادیانی (حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ) | 14 |
| پرویزی عقائد پر ایک نظر (مولانا محمد نذر رحمانی) | 16 |
| حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا مجاہدانہ کردار (مولانا عبدالقدوس محمدی) | 20 |
| اجمل نیازی۔۔۔۔ ایک نیا سلمان رشدی (مولانا عزیز الرحمن ثانی) | 24 |


زرتعاون بیرون ممالک امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۱۰۰ ڈالر
یورپ، افریقہ، متحدہ عرب امارات، سعودی عرب، کویت، قطر، سلطنت عمان، بحرین، مشرق وسطی، بنگلہ دیش، بھارت ۷۵ ڈالر
زرتعاون اندرون ملک فی شمارہ ۶ روپے، ششماہی ۱۵۰ روپے، سالانہ ۲۵۰ روپے
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر 9-383 اور اکاؤنٹ نمبر 2-923 الائیڈ بینک لمیٹڈ بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: [illegible] فیکس: [illegible]
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

دفتر جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
[illegible]
Jama Masjid Bab-ul-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

# کراچی میں برکات کا ظہور

۵تا۹/ جولائی کے درمیانی عرصہ میں کراچی کے کشیدہ حالات اور خوفزدہ ماحول اور سانحہ کوئٹہ کے بعد فسادات اور حالات میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کا ظہور اس طرح ہوا کہ شیخ المشائخ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ اور ترجمان اہل حق شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ کے قدم مبارک سرزمین کراچی پر پڑے جس سے اہل سنت مسلمانوں اور جاں نثاران ختم نبوت کے دلوں پر اطمینان وسکون کی کیفیت طاری ہوگئی اور دلوں سے خوف یکسر غائب ہوگیا۔ ان حضرات کی ایئرپورٹ سے دعاؤں کے اثرات نے اس وقت رنگ دکھانا شروع کئے اور جب کراچی ایک دن قبل ہنگاموں کی لپیٹ میں آنے کے لئے پر تول رہا تھا اور ہر طرف فسادات کی آوازیں آنا شروع ہورہی تھی۔ یکدم امن وامان کی فضا قائم ہوگئی۔ مختلف مقامات پر ابھرنے والے ہنگامے خودبخود ختم ہوگئے۔ آپ حضرات کی تشریف آوری سے چمنستان کراچی میں روحانی بہار آگئی۔ حضرت اقدس امیر مرکزیہ کا قیام دفتر ختم نبوت میں تھا جہاں عاشقان ختم نبوت چوبیس گھنٹے پروانوں کی طرح دیوانہ وار آتے جاتے رہے۔ حضرت اقدس امیر مرکزیہ کی برکت کا اس طرح ظہور ہوا کہ شرپسندوں نے کئی دفعہ ان علاقوں میں ہنگامہ آرائی کی کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہوسکے اور علاقہ کا امن خراب نہ کرسکے۔ ۵/ جولائی کی شام کو جب یہ اکابر دیگر اکابرین کراچی شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا حافظ عبدالمجید اور دیگر علماء کرام اقراء روضۃ الاطفال کی تقریب میں اسٹیج پر رونق افروز تھے تو ایسا معلوم ہورہا تھا کہ انوار کی بارش برس رہی ہیں۔ سخت گرمی کے موسم میں ان حضرات کی دعاؤں کے بعد اچانک شہر کراچی میں باران رحمت برسنا شروع ہوگئی اور دوسرے دن خواتین کے پروگرام کا انعقاد خطرہ میں پڑنے لگا تو ان حضرات کی دعاؤں سے پروگرام سے چند گھنٹے قبل بارش نے اطراف کا رخ کیا اور پروگرام بخیر وخوبی اختتام پذیر ہونے کے بعد باران رحمت کا اس طرح نزول ہوا کہ پورا کراچی جل تھل ہوگیا اور عرصہ دراز سے پیاسی زمین سیراب ہوگئی۔ کراچی کے مسلمانوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ ۷/ جولائی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم العالیہ نے رخت سفر باندھا جبکہ ۹/ جولائی کو حضرت اقدس امیر مرکزیہ عازم لندن ہوئے جہاں ایک ماہ بعد انگلینڈ کے ظلمت کدہ میں ختم نبوت کے ترانے گونجیں گے اور گلی گلی روحانیت کی بارش ہوگی۔ اہل انگلستان حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کی برکتوں اور صحبتوں سے سیراب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان حضرات کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے حضرت اقدس امیر مرکزیہ دامت برکاتہم العالیہ کے جھنڈے تلے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں حضرت اقدس امیر مرکزیہ کی معیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

# سانحہ کوئٹہ: قادیانیوں، اسلام دشمنوں کی ملکی سالمیت کے خلاف ایک سازش

متحدہ مجلس عمل کے قیام کے بعد سے ہی کوششیں شروع ہوگئی تھیں کہ ملک کو دوبارہ فرقہ واریت کی آگ میں جھونکا جائے تاکہ متحدہ مجلس عمل کا پلیٹ فارم ناکام ہوجائے اور امت مسلمہ میں عمومی طور پر اور پاکستانی مسلمانوں میں خصوصی طور پر جو مذہبی لگاؤ کی ایک کیفیت پیدا ہوئی ہے اسے ختم کیا جائے۔ ان کوششوں میں شدت اس وقت آئی جب متحدہ مجلس عمل نے ملک بھر میں نمایاں کامیابی حاصل کی لیکن متحدہ مجلس عمل کے رہنماؤں اور علماء کرام نے ان کوششوں کو ناکام بنادیا۔ جنرل پرویز مشرف کے دورۂ امریکہ سے پہلے ہی ان کے جس طرح کے بیانات سامنے آئے اور متحدہ مجلس عمل نے جنرل پرویز مشرف کی شرائط تسلیم کرنے سے انکار کرکے ملک میں ان کے خلاف نفرت کی ایک فضا پیدا کی، اس سے بھی یہ کھٹکا ہر ذی شعور کے ذہن میں ابھرا کہ اب ضرور بالضرور دینی حلقوں کے خلاف کوئی نئی سازش

تیار کی جائے گی یا ان کے خلاف کوئی کارروائی ہوگی۔ ابھی جنرل صاحب امریکہ ہی میں تھے کہ دینی مدارس کے متعلق آرڈی نینس کا مسئلہ دوبارہ اٹھانا شروع کردیا گیا جس کو دینی مدارس نے مسترد کردیا' جبکہ ۴/ جولائی بروز جمعہ اچانک کوئٹہ میں اثنا عشری عبادت گاہ میں جمعہ کی نماز کے دوران اہل تشیع کو گولیوں اور بم کا نشانہ بنایا' جس میں تقریباً پچاس افراد جاں بحق اور متعدد افراد زخمی ہوئے۔ واقعہ کی اطلاع ملتے ہی پورا شہر ہنگاموں کی لپیٹ میں آ گیا اور حسب سابق بغیر کسی تفریق کے بعض شرپسندوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دکانوں اور گھروں کو جلانا شروع کردیا۔ جائے وقوعہ سے کافی دور شہروں کی مری آباد شہر کی آبادی میں واقع قاری نورالدین کے مدرسہ کو گھیرے میں لے لیا گیا اور شرپسندوں نے وقتاً فوقتاً حملہ کر کے ان کو شہید کرنے کی کوشش کرتے رہے' بروقت فوج آ گئی اور شہر فوج کے حوالہ کر کے کرفیو لگا دیا گیا اور اس مدرسہ کے طلباً واساتذہ اور دیگر جگہ پر محصور بدقسمت مسلمانوں کو حفاظت سے نکالا گیا۔ اگر خدانخواستہ فوج نہ پہنچتی تو پتہ نہیں شہر کا کیا حال ہوتا؟ اسی طرح بعض دوسرے مدارس اور مساجد کو بھی نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی' تادم تحریر کوئٹہ میں حالات کشیدہ ہیں اور اندیشہ ہے کہ فسادات دوبارہ رونما نہ ہوجائیں۔ اس حادثہ کے بارے میں عام تاثر اور شیعہ رہنماؤں اور حکومتی ذمہ داروں کا موقف یہی ہے کہ اس کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی اس میں مذہبی انتہا پسند ملوث ہیں' اس کے باوجود شیعوں کی جانب سے اہلسنت کی مساجد اور مدارس کو نشانہ بنانے کا مقصد دوبارہ ملک کو فرقہ واریت کی آگ میں جھونکنے کی سازش کے سوا کچھ نہیں۔ کراچی میں گورنر ہاؤس میں ایک میٹنگ میں بعض شیعہ رہنماؤں کے بیانات سے بھی اس قسم کی سازش کی بو نظر آتی ہے۔ ایک طرف وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ غیر ملکی دہشت گردی ہے اور دوسری طرف وہ تحریک چلانے اور ملک کے نظام کو درہم برہم کرنے کی باتیں کرتے نظر آتے ہیں۔ بعض سرکاری اہلکاروں کا رویہ بھی اسی جانب اشارہ کرتا نظر آتا ہے اور وہ بعض جگہ چھاپے مار کر اس واقعہ کا رخ فرقہ واریت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں' اس بنا پر ہم سب سے پہلے حکومت کے ذمہ داروں کی اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتے ہیں کہ بہت مشکل اور بڑی کوششوں کے بعد ملک میں فرقہ واریت کی فضا ختم ہوئی ہے اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قیام پاکستان کے بعد سے یہ موقف دوہرا رہی ہے کہ قادیانی اور غیر ملکی قوتیں پاکستان کو کسی صورت میں مستحکم نہیں ہونے دیں گی۔ اس بنا پر ۱۹۵۳ء میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زعمانے تمام مکاتب فکر کے علماً اور مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے قادیانیوں کی سازشوں کو ناکام بنایا اور اس وقت سے اب تک اس کوشش میں مصروف عمل ہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں پھر قوم کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا' حالانکہ اس وقت بھی قادیانیوں کے سربراہ مرزا ناصر نے قومی اسمبلی میں بتایا کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں مگر تمام مکاتب فکر کے رہنماؤں نے اس کی تردید کی' بعد از اں تحریک نظام مصطفیٰ میں دوبارہ مفتی محمودؒ نے تمام مکاتب فکر کو ایک تحریک کے ذریعہ وحدت کی لڑی میں پرویا اور اب مولانا فضل الرحمٰن نے اس گلدستہ کو ایک خوبصورت شکل دی ہے' اس بنا پر حکومت استحکام پاکستان کی ان کوششوں کو ناکام بنانے کے بجائے اس کو پاکستان کے لئے غنیمت سمجھتے ہوئے پاکستانیوں کے تحفظ کے لئے اس کو قبول کرے اور اس کے خلاف سازشوں کا دروازہ بند کردے۔ ہم شیعہ زعماء اور عام لوگوں سے بھی یہی اپیل کریں گے کہ وہ کسی واقعہ کے رونما ہوتے ہی فوری طور پر ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے ہوش وحواس کا دامن نہ چھوڑیں اور دشمنوں کے آلہ کار نہ بنیں اور حالات خراب کرنے کے بجائے دہشت گردی کے واقعہ میں ملوث افراد کی گرفتاری کے لئے سنجیدہ کوششیں کریں۔ حالات کی خرابی سے فائدہ اٹھا کر واقعہ میں ملوث افراد فرار ہونے میں کامیاب ہوجاتے ہیں اور ملک کا نقصان الگ ہوتا ہے۔ اس طرح ہم انتظامیہ سے بھی کہیں گے کہ وہ کسی ایک مسلک کے ساتھ واقع ہونے کی صورت میں دوسرے مسلک کے افراد کے اداروں پر چھاپے مار کر ان کو خوش کرنے کے بجائے اصل ملزمان کی گرفتاری کی طرف توجہ دے تاکہ اصل ملزمان ہاتھ آئیں اور ملک دشمن عناصر پر خصوصی طور پر توجہ دے۔ ہم تمام مسالک کے علماً کرام اور رہنماؤں سے اپیل کریں گے کہ وہ فوری طور پر کوئٹہ میں ایک اجتماعی پروگرام رکھیں' مسجد اثنا عشری' قاری نورالدین کے مدرسہ اور دیگر مقامات کا اجتماعی طور پر جائزہ لیں اور نقصانات کی تلافی کراتے ہوئے ایک دوسرے کے درمیان پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرائیں تاکہ نفرت کی فضا ختم ہو۔ ہم اس واقعے کی مذمت کرتے ہوئے اس کا ذمہ دار حکومت کو قرار دیتے ہوئے مطالبہ کرتے ہیں کہ اصل ملزمان کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے تاکہ آئندہ ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہو۔

# حضرات صحابہ کرامؓ

## محبت ووفا کی کسوٹی پر

کسی نے سچ کہا ہے کہ:

یہ ہے شہادت گاہ الفت میں قدم رکھنا
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

یہ بھی قابل غور ہے:

اس عشق کی منزل میں قدم سوچ کے رکھنا
دریائے محبت کے کنارے نہیں ہوتے

ناقابل انکار حقیقت ہے کہ محبت و وفا نہ صرف حیرت انگیز بلکہ تعجب خیز بھی ہے۔ محبت ووفا نے سخت ترین مشکلات میں بھی انسانوں کے حوصلے بلند کئے ہیں اور بہت سی لاعلاج بیماریوں کا علاج بھی محبت ووفا میں مضمر ہے۔ آپ ذرے لکھنے کے قابل اگر کوئی کارنامے ہیں تو وہ صرف محبت ووفا کے ہی کارنامے ہیں' جو دوسروں کو اپنی طرف کھینچنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم' صاحب ایمان کے لئے ایک ایسا توشہ ہے' جس کے حصول کے بعد مسلمان کی دنیا وآخرت دونوں سرسبزی وشادابی کی آماجگاہ بن جاتی ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی عظمت کی دلیل اس سے بڑی کوئی نہیں ہے کہ انہوں نے ہر حال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہی کو ترجیح دی اور تاریخ انسانیت میں صحابہ کرامؓ اس کی بدولت امتیازی شان رکھتے ہیں۔

آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ صحابہ کرامؓ کے دلوں میں محبت رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) مشکل ترین اوقات میں بھی دیکھی جاسکتی تھی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم مومن نہیں ہوسکتے جب تک میں تم کو تمہارے باپ' اولاد یہاں تک کہ تمام لوگوں سے محبوب نہ ہوجاؤں۔ صحابہ اس معیار پر ایسے پورے اترے کہ سخت ترین حالات میں بھی انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر نہ صرف لبیک کہا' بلکہ اسے دوسروں تک پہنچانے کے لئے بھی

مولانا محمد اکرم طوفانی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو ہی مدنظر رکھ کر ہر امتحان میں پورے اترے۔

انہی لوگوں میں سے حضرت عمارؓ اور ان کے والدین بھی ہیں' ان لوگوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا لیکن دامن مصطفیٰ سے چمٹے رہے۔ جان تو جان آفریں کے سپرد کردی لیکن دعوت مصطفیٰ کو کبھی موخر نہیں کیا۔ مکہ کی سخت گرمی اور صحرا کی ریتلی زمین میں اس خاندان کو تکالیف دی جاتیں۔ ان لوگوں کی طرف کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوتا تو آپ حضرت عمارؓ اور ان کے والدین کو صبر کی تلقین فرماتے اور جنت کی بشارت سناتے' آخر کار ان کے والد حضرت یاسرؓ انہی تکالیف کی تاب نہ لا کر وفات پاگئے اور تپتے ہوئے ریگستان میں جان کا نذرانہ پیش کرکے ثابت کردیا کہ جان تو دے سکتے ہیں لیکن دین مصطفیٰ سے اعراض ہماری سرشت میں نہیں۔ ظالموں نے مرنے تک چین نہ لینے دیا۔

اب آگے چلئے' حضرت عمارؓ کی والدہ حضرت سمیہؓ کی شرم گاہ پر ابوجہل لعین نے ایک برچھا مارا' جس سے وہ شہید ہوگئیں' لیکن دعوت مصطفیٰ پر لبیک کہنے کے بعد دامن مصطفیٰ کو اپنے ہاتھوں سے چھوٹنے نہیں دیا اور اسلام پر ثابت قدمی سے قائم رہیں' حالانکہ بوڑھی تھیں' ضعیف العمر تھیں' مگر اس ظالم ابوجہل نے کسی چیز کا بھی خیال نہ کیا۔ اسلام کی راہ میں سب سے پہلے شہید ہونے والی خوش نصیب خاتون حضرت سمیہؓ ہی تھیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ ہجرت فرمائی تو حضرت عمارؓ بھی ہجرت کرکے مدینہ تشریف لے گئے' وہ اسلامی جنگوں میں شریک ہوتے رہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد ایک معرکہ میں شریک تھے۔ ایک مرتبہ مزے میں آکر کہنے لگے کہ اب جاکر اپنے دوستوں سے ملیں گے' محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی جماعت سے ملیں گے' اتنے میں پیاس لگی اور کسی سے پانی مانگا تو دودھ پیش کیا گیا'

دودھ پی کر کہنے لگے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا کہ تو دنیا میں سب سے آخری چیز دودھ پیئے گا اور تھوڑی دیر کے بعد شہید ہو گئے۔ غالباً ۹۴ برس کی عمر میں شہادت پائی۔

اسی طرح حضرت صہیبؓ بھی حضرت عمارؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ارقمؓ کے مکان پر تشریف فرماتے۔ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازے پر اتفاقیہ اکٹھے ہو گئے' ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام کے فیض سے مستفید ہونا دونوں کا مقصود تھا۔ چنانچہ حضرت صہیبؓ اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو اس زمانہ میں قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آتا تھا وہ پیش آیا' ہر طرح ستائے گئے' تکلیفیں پہنچائی گئیں' آخر تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ یہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے زندگی بسر کریں' اس لئے جس مسلمان کی ہجرت کا حال معلوم ہوتا' اسے پکڑنے کی کوشش کی جاتی تاکہ وہ تکالیف سے نجات نہ پا سکے۔ چنانچہ ان کا بھی پیچھا کیا گیا اور مشرکین کی ایک جماعت ان کو پکڑنے کے لئے گئی' انہوں نے اپنا ترکش سنبھالا اور ان لوگوں سے کہا کہ دیکھو! تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے بہتر تیر انداز ہوں' جب تک ایک تیر بھی میرے پاس باقی رہے گا تب تک تم لوگ مجھے نہیں پکڑ سکو گے اور جب ایک بھی تیر میرے پاس نہ رہے گا تو میں اپنی تلوار سے تمہارا مقابلہ کروں گا یہاں تک کہ تلوار بھی میرے ہاتھ میں نہ رہے' اس کے بعد جو تم سے ہو سکے کرنا' البتہ اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلے میں' میں اپنے مال کا پتہ بتا سکتا ہوں جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں' وہ سب تم لے لو۔ اس پر وہ مشرکین راضی ہو گئے۔ حضرت صہیبؓ نے اپنا مال دے کر جان چھڑائی' اسی بارے میں آیت نازل ہوئی:

"کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کی رضا
کے واسطے اپنی جان خرید لیتے ہیں اور اللہ
تعالیٰ بندوں پر مہربان ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے' حضرت صہیبؓ کی صورت دیکھ کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت کی۔ حضرت صہیبؓ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھجور تناول فرما رہے تھے اور میری آنکھ دکھ رہی تھی' میں بھی ساتھ کھانے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آنکھ تو دکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو؟ میں نے کہا کہ حضور! اس آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں جو تندرست ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جواب سن کر ہنس پڑے۔

حضرت صہیبؓ بڑے ہی خرچ کرنے والے تھے' حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا کہ تم فضول خرچی کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا کہ ناحق کہیں خرچ نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ کا جب وصال ہونے لگا تو انہی کو جنازہ کی نماز پڑھانے کی وصیت فرمائی تھی۔

صحابہ کرامؓ کی مقدس زندگی کے حالات پڑھنے کے بعد اس نتیجہ تک پہنچنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی کہ صحابہ کرامؓ نے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہا' تو اس کے بعد اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر نچھاور کرنے کو ہر سعادت پر ترجیح دی اور اس سلسلے میں دنیا کی ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنا انہوں نے اپنی زندگی کا سب سے قیمتی مشغلہ سمجھا' لیکن دامن مصطفیٰ کو عملاً چھوڑنا تو درکنار اس کے تصور کو بھی انہوں نے حرام اور کفر سمجھا۔ صحابہ کرامؓ کی عظمت کی سب سے بڑی دلیل یہی ہے کہ انہوںؓ نے کبھی کسی میدان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر انداز نہیں کیا' اپنی جانوں اور اولاد کے نذرانے تو پیش کر دیئے' لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت کو ہمیشہ اپنا ایمان سمجھا۔

افسوس کہ آج بعض مسلمان کہلانے والے افراد بالخصوص نوجوان' قادیانیوں کے جعلی اخلاق اور مالی معاونت کا بہانہ بنا کر قادیانیوں کی تعریف میں رطب اللسان رہتے ہیں اور اسے غلطی تصور نہیں کرتے' اور پھر رفتہ رفتہ ان میں گھل مل کر کفر کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی اس غفلت کو معاف فرمائے اور ان کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت پیدا فرمائے۔ آمین۔

☆☆..........☆☆

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہو جائے (تو اس کا اتنا نقصان ہے کہ) گویا اس کا سارا کنبہ اور مال و دولت سب کچھ ہلاک و برباد ہو گیا۔ (رواہ البخاری و مسلم و ابوداؤد والترمذی)۔ بعض دوسری روایات میں آتا ہے کہ جس نے عصر کی نماز نہ پڑھی اس کا عمل ضائع ہو گیا یعنی جس کام کی وجہ سے نماز چھوٹی وہ بے فائدہ ہو گیا' کاروبار کیا تو اس میں سے برکت ختم ہو گئی۔

۱۱: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ جہاد ایک تجارت ہے (جس کے بدلہ جنت ہے) جسے اللہ نے مؤمنوں کے لئے جاری فرمایا ہے۔

۱۲: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ عزت مؤمن کے تقویٰ میں ہے۔ (گلدستہ اقوال)

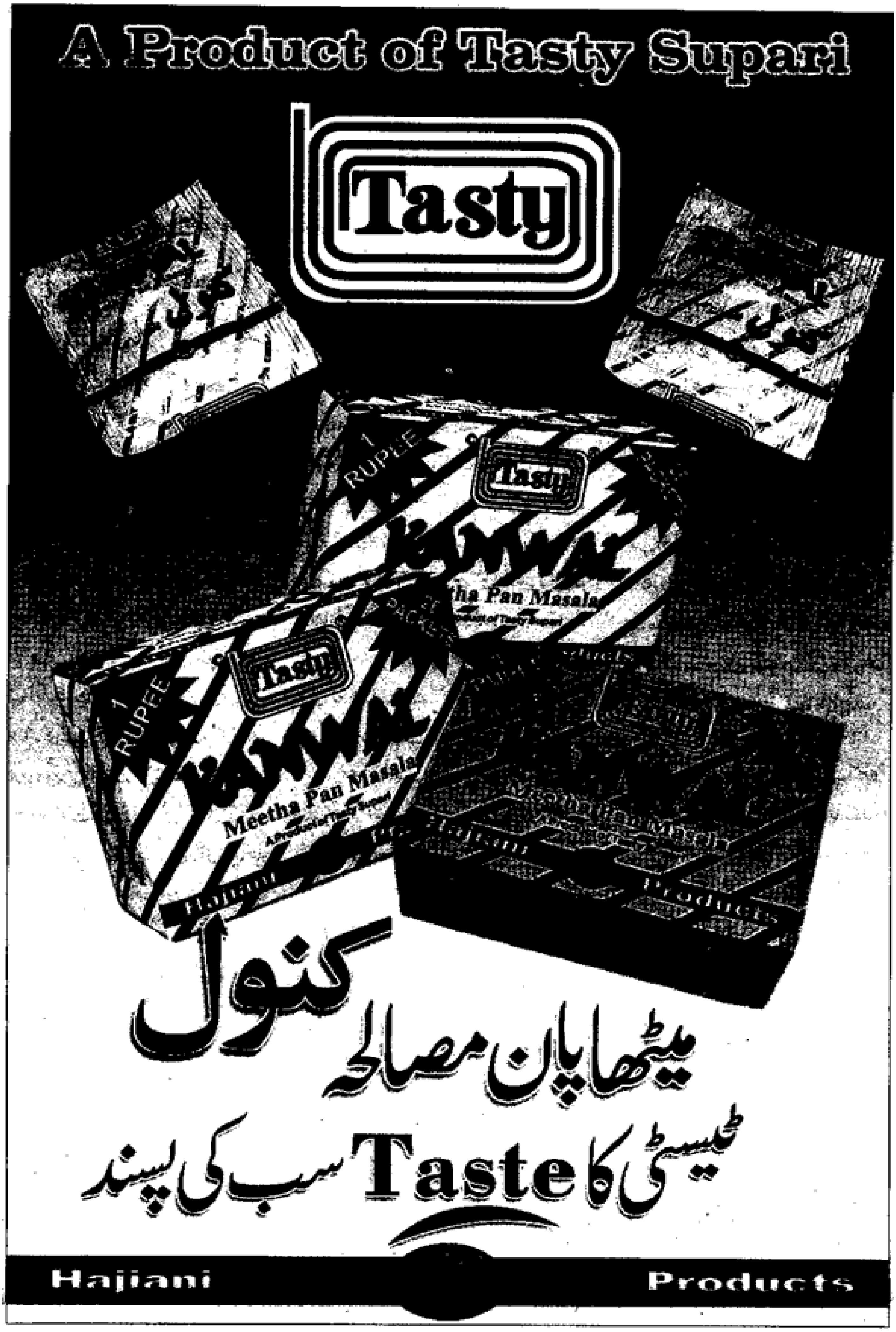

A Product of Tasty Supari
Tasty
1 RUPEE
Meetha Pan Masala
کنول
میٹھا پان مصالحہ
ٹیسٹی کا Taste سب کی پسند
Hajiani
Products

حضرت مولانا

# عبدالرحیم اشعرؒ حیات وخدمات

بھاری بھرکم جسم' سر پر زرد رنگ کا رومال' ہاتھ میں کھونٹی' علم و فضل کا بحر بیکراں' قادیانیت پر انسائیکلوپیڈیا (دائرۃ المعارف)' اکابر کی روایات کے امین' عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت ؐ کے لیے تن' من' دھن کی قربانی دینے والے یہ تھے استاذ المناظرین حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ جن کے نام کے ساتھ "رحمۃ اللہ علیہ" لکھتے ہوئے قلم پر لرزہ طاری ہے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ نے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ میں حاصل کی' جبکہ وسطانی درجات (مولانا محمد علی جالندھریؒ کے قائم کردہ) جامعہ محمدیہ' مسجد سراجاں' ملتان میں پڑھے۔ قیام پاکستان کے بعد جب خیر العلماء' مولانا خیر محمد جالندھریؒ ملتان تشریف لائے اور جامعہ خیر المدارس کے نام سے جامعہ کا آغاز کیا تو مولانا جالندھریؒ نے اپنے مدرسہ جامعہ محمدیہ کے تمام اثاثے' لائبریری' اساتذہ کرام' طلبہ جامعہ خیر المدارس کے سپرد کردیئے' مولانا عبدالرحیم اشعر بھی خیر المدارس میں داخل ہوگئے۔ آپ کے ساتھیوں میں جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ' شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صدر المدرسین' جامعہ خیر المدارس جیسی جبال العلم شخصیات شامل ہیں۔

مولانا تحصیل علم کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت میں شامل ہوگئے اور مبلغین کی پہلی ٹیم جنہوں نے فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ سے تربیت حاصل کی' ان میں مولانا اشعرؒ سرفہرست ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی پہلی تحریک کے وقت آپ فیصل آباد میں مبلغ تھے' مولانا حکیم عبدالمجید نابینا کے ساتھ مل کر آپ نے تحریک کے الاؤ کو گرم رکھا' ملک کے معروف خطیب مولانا قاری عبدالحئی عابد (لاہور) کہتے ہیں کہ میں ان دنوں فیصل آباد میں زیر تعلیم تھا' میری آواز بہت اچھی تھی' ڈالے پر مولانا کے ساتھ مختلف دیہاتوں میں نکل جاتے' میں نعت پڑھتا اور مولانا اشعرؒ تقریر فرماتے اور یوں تحریک کے لئے ورکر جمع کرتے اور ہمارے واپس آنے سے پہلے رضا کار فیصل آباد پہنچ چکے ہوتے۔

مولانا عبدالرحیم اشعرؒ مطالعہ کے بہت شوقین تھے' غربت وتنگدستی کے باوجود جب بھی کوئی نئی کتاب

**مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی**

پہنچتی تو مولانا اس کے دو نسخے خرید لیتے' ایک نسخہ مجلس کی لائبریری کے لئے اور ایک نسخہ ذاتی' یوں تو مجلس تحفظ ختم نبوت کا قیام' قیام پاکستان کے ساتھ ہی عمل میں آگیا تھا۔ چنانچہ ۱۹۵۳ء میں مجلس عمل میں دیگر جماعتوں کے علاوہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا نام بھی شامل تھا' لیکن باضابطہ انتخاب ۱۳/ دسمبر ۱۹۵۴ء کو ایک اجلاس میں ہوا۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ امیر اور مولانا محمد علی جالندھریؒ ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ اس اجلاس میں دیگر علماء کرام کے علاوہ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ بھی شامل تھے۔ آپ وقتاً فوقتاً مجلس کے نائب امیر' ناظم اعلیٰ اور ناظم تبلیغ کے عہدوں پر فائز رہے۔

آپ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ملک بھر میں قریہ قریہ' بستی بستی' شہر شہر پھرے اور قادیانیوں کو ناکوں چنے چبوائے۔ ملک کا کوئی قابل ذکر جامعہ ایسا نہیں جس میں مولانا اشعرؒ نے سالانہ جلسوں سے خطاب نہ فرمایا ہو اور اساتذہ وطلبہ کو لیکچر نہ دیئے ہوں۔ اس صحرانوردی میں سالہا سال گزار دیے۔ اس "جرم بے جرمی" کی پاداش میں جیلوں میں ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کو زیور سمجھ کر پہنا' عسر و یسر کے ساتھ زندگی گزاری لیکن جھکنے اور بکنے سے محفوظ رہے۔ اس دور کے حالات کا جب تصور کیا جاتا ہے تو رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ سات سال کراچی میں رہے' اس دوران شیخ الاسلام' محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ سے استفادہ کا خوب موقع ملا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ ہر اتوار کو شیخ بنوریؒ کے درس میں شریک ہوتے' اس دوران اگر شیخ کی نظر پڑ جاتی تو شیخ کی طبیعت خوب کھلتی اور بعض اوقات سارا درس ہی ختم نبوت کے عنوان پر ہوجاتا۔

## تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ (المعروف شاہ جی) اور قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کے دور امارت میں مرکزی مبلغ رہے۔ جب مولانا محمد علی جالندھریؒ مجلس کے امیر بنائے گئے تو مولانا جالندھریؒ

نے آپ کو ناظم اعلیٰ مقرر کردیا۔ غرضیکہ مولانا مرحوم تازیست مجلس کے اہم عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں آپ نے والہانہ کردار ادا کیا۔ قادیانیوں کے محضرنامہ کے جواب میں مجلس عمل کی طرف سے "ملت اسلامیہ کا موقف" نامی کتاب اسمبلی میں حرفاً حرفاً پڑھ کر سنائی گئی۔ اس کتاب کی ترتیب اور حوالہ جات کی تلاش میں آپ کا بنیادی کردار رہا۔ اپنے خداداد حافظہ اور بے نظیر مطالعہ کی وجہ سے جب بھی کسی حوالہ کی ضرورت پڑتی تو مولانا فوراً کتاب اور صفحہ نکال کر بتلادیتے۔ غرضیکہ ۱۹۷۴ء کی تحریک میں قابل تقلید کردار ادا کیا۔ محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کی وفات کے بعد جب شیخ المشائخ حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم مجلس کے امیر منتخب ہوئے تو آپ نے حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کو ناظم تبلیغ اور بعدازاں نائب امیر مقرر فرمایا۔ غرضیکہ تازیست بزرگوں کے منظور نظر رہے۔

۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں بھی مولانا نے بھرپور کردار ادا کیا۔ تحریک کے نتیجہ میں صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق مرحوم نے "امتناع قادیانیت آرڈی نینس" نافذ کیا۔ قادیانی اس کے خلاف "فیڈرل شریعت کورٹ" میں گئے تو آپ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے کیس کی پیروی کرنے والے حضرات میں سرفہرست رہے' ایک ماہ تک لاہور میں قیام فرمایا اور وکلاء کو تیاری کراتے رہے۔ تاآنکہ وفاقی شرعی عدالت نے قادیانیوں کی رٹ پٹیشن کو خارج کردیا اور امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو برقرار رہا' کچھ عرصہ قبل شوگر اور بڑھاپے کی وجہ سے سفر موقوف ہوگئے تو آپ دفتر مرکزیہ ملتان میں بیٹھ کر مبلغین کو تیاری کراتے رہے اور تبلیغی وانتظامی معاملات میں رہنمائی فرماتے رہے۔

**مولاناؒ کی انفرادیت:**

مولاناؒ کے بڑھاپے کی وجہ سے جب تبلیغی اسفار ختم ہوگئے تو جماعت کی مجلس شوریٰ نے اپنی قدیم روایات سے ہٹ کر مولانا کی تنخواہ جاری رکھی' اور جماعت کی طرف سے راقم الحروف اور مجلس بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی کی ڈیوٹی تھی کہ ہم وقتاً فوقتاً مولانا کی خدمت میں حاضر ہوکر ان کی خبرگیری کریں۔ چنانچہ سال میں کئی مرتبہ مولانا کی خدمت میں حاضری ہوتی اور یہ سلسلہ تازیست جاری رہا۔ مجلس نے اپنے اس مبلغ' ناظم اعلیٰ' ناظم تبلیغ اور نائب امیر کا خوب خوب ساتھ نبھایا' اور ان کے علاج معالجہ میں کوئی کسر نہ چھوڑی' یہ سب کچھ آپ کی عظیم الشان خدمات کی وجہ سے تھا اور آپ ہی کے لئے مخصوص تھا۔ آپ سے پہلے کسی مبلغ کو یہ مراعات نہیں ملیں اور جماعت کی مجلس شوریٰ نے فیصلہ دیا کہ آئندہ کے لئے یہ نظیر نہیں ہوگی۔ راقم کی مولاناؒ سے آخری ملاقات مارچ ۲۰۰۳ء میں ہوئی' تادیر جماعتی رفقاء کی خیروعافیت دریافت فرماتے رہے اور انہیں نام بنام سلام دیئے' کچھ عرصہ قبل جب مولانا کی خدمت اقدس میں حاضری ہوئی تو آپ نے اپنی سالہا سال کی محنت جو دو کاپیوں کی صورت میں تھی' بندہ کو عنایت فرمائی۔

**بیرون ملک اسفار:**

جب حضرت بنوریؒ مجلس کے امیر منتخب ہوئے تو انڈونیشیا سے قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں کی اطلاعات ملیں' اس وقت مجلس نے مولانا اشعرؒ اور مولانا اللہ وسایا کو وہاں بھیجا' ان حضرات نے وہاں کے علماء کرام کو خوب تیاری کرائی۔ اسی سفر میں یہ حضرات ملایا اور سنگاپور بھی گئے۔ کیپ ٹاؤن میں قادیانیوں کی طرف سے کیس عدالت میں دائر کیا گیا تو رابطہ عالم اسلامی اور حکومت پاکستان کے تعاون سے جانے والے وفد میں مولانا اشعرؒ بھی شامل تھے اور وہاں آپ نے ملت اسلامیہ کی نمائندگی کا حق ادا کردیا۔

غرضیکہ آپ نے بڑی بھرپور زندگی گزاری اور قادیانیت کے تعاقب میں اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کردیں۔ مولانا نے ۲۲/مئی کو دن کے ایک بجے داعی اجل کو لبیک کہا اور عصر کی نماز کے بعد آپ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی جس کی۔ امامت کے فرائض آپ کے زمانہ تعلیم کے ساتھی شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق' جامعہ خیرالمدارس نے سرانجام دیئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیزالرحمن جالندھری مدظلہ' مرکزی خازن مولانا اللہ وسایا' مجلس بہاولپور کے مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی' جامعہ خیرالمدارس ملتان کے مہتمم مولانا قاری محمد حنیف جالندھری' جامعہ کے اساتذہ کرام' جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے مہتمم مولانا زبیر احمد صدیقی سمیت متعدد علماء کرام اور سینکڑوں اہالیان علاقہ نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ آپ علاقائی قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ ۵/جون کو تعزیتی جلسہ ہوا جس میں سینکڑوں اشخاص نے شرکت کی۔ تعزیتی جلسہ میں امیر مرکزیہ کی نیابت مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کی۔ جلسہ سے مولانا اللہ وسایا' سید کفیل شاہ بخاری' مولانا خلیل احمد اسعد' مولانا امام الدین قریشی اور راقم سمیت کئی ایک حضرات نے خطاب کیا۔ علاقہ کے معروف عالم دین مولانا محمد نواز بہاولپوری' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی اور مولانا امام الدین قریشی نے آپ کے فرزند اکبر مولانا عطاء الرحمن کی دستار بندی کرائی۔ اللہ پاک آپ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین۔

☆☆........☆☆

مرسلہ: قاری عبدالعزیز

# زبان انسان کی بہترین دوست

کہتے ہیں کہ زبان انسان کی بہترین دوست ہے' لیکن کبھی کبھی یہ بدترین دشمن ثابت ہوتی ہے۔ عربی کا مشہور شعر ہے:

جراحات السنان لها التیام
ولا یلتام ما جرح اللسان

ترجمہ: "نیزوں سے لگے زخم
کبھی نہ کبھی بھر جایا کرتے ہیں' لیکن
زبان سے لگائے گئے زخم کبھی نہیں
بھرتے۔"

حکیم لقمان سے ان کے آقا نے کہا: ایک بکری ذبح کرکے اس کے بہترین حصہ کا گوشت لے آؤ' وہ ذبح کرکے دل اور زبان لے آئے' پھر آقا نے کہا: ایک اور بکری ذبح کرکے اس کا بدترین گوشت لے آؤ' وہ دوبارہ دل و زبان لے کر آ گئے۔

یہ زبان انسانی جسم کا نازک ترین عضو ہے' لیکن گوشت کے اس چھوٹے سے لوتھڑے نے دنیا میں جو قیامتیں ڈھائی ہیں اور جن انقلابات زمانہ کو جنم دیا ہے' اس کی تاریخ بہت طویل اور حیران کن ہے۔ زبان قوت گویائی کا وسیلہ ہے اور یہی چیز اسے ایک اشرف عضو کا درجہ دیتی ہے۔ اس کے ذریعہ ہم اپنے خیالات و احساسات دوسرے تک پہنچاتے ہیں اور ذائقوں کا مزہ اٹھاتے ہیں۔ یہی زبان ہمیں موت کا پیغام بھی دیتی ہے اور زندگی کی نوید بھی سناتی ہے' ہمیں زخمی بھی کرتی ہے اور ہمارے زخموں کا مداوا بھی کرتی ہے۔

زبان سے آپ کسی کا دل موہ لیتے ہیں اور کسی کی دل آزاری بھی کرتے ہیں' یہی زبان آپ کو امید دلاتی ہے اور آپ کی امیدوں کو خاک میں بھی ملاتی ہے۔ زبان کے کرشمے اتنے گوناگوں اور وسیع ہیں کہ انہیں زندگی کے ہر مرحلے پر اور ہر شعبے میں محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اللہ کے پیغمبروں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اسی زبان کے ذریعے انقلابات برپا کئے اور معاشرے کو بدل کر رکھ دیا۔ اور یہ ہٹلر کی زبان ہی تھی' جس کی شعلہ بیانی نے پوری دنیا کو جنگ کے شعلوں کی لپیٹ میں لے لیا۔ زبان کو انسان کا ایسا بہترین دوست سمجھا جاتا ہے' جو کبھی بدترین دشمن بھی ثابت ہوتی ہے۔

ہماری معاشرتی زندگی میں اس زبان نے بے شمار

مولانا محمد حنیف عبدالمجید

منفی اور مثبت کردار ادا کئے ہیں' لیکن فی الوقت روزمرہ زندگی میں زبان کا جو سب سے زیادہ اثر محسوس کیا جارہا ہے وہ زبان کے گھاؤ ہیں' جو تلوار کے زخم سے بھی زیادہ گہرے ہیں اور جن کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں لاکھوں افراد مختلف مسائل کا شکار ہیں' آپ بھی اگر کسی کی "زبان" کے زخم خوردہ ہیں تو کبھی کبھی رات کی تنہائیوں میں اس کی ٹیس آپ کو ضرور محسوس ہوتی ہوگی' ہماری زبان کے یہ گھاؤ معاشرے کے کئی دلچسپ پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں اور قدم قدم پر نظر آتے ہیں' یہ "زخم" اندر ہی اندر رستے رہتے ہیں اور کوئی شخص سر عام ان کا تذکرہ نہیں کرتا اور نہ انہیں دیکھ سکتا ہے' مثلاً: لاہور کے ایک ماہر نفسیات کے پاس ایک ایسا نوجوان زیر علاج ہے جس کی راتوں کی نیند اڑ گئی ہے' وہ ڈپریشن کا مریض ہے' پڑھائی سے اس کا دل اچاٹ ہوگیا ہے' ڈاکٹر صاحب نے اس کی کیس ہسٹری بتاتے ہوئے کہا کہ اتفاق سے یہ لڑکا میٹرک میں اتنے زیادہ نمبر حاصل نہ کرسکا جتنے نمبروں کی اس کے والدین کو اس سے توقع تھی' دراصل جس روز ریاضی کا پرچہ تھا اس روز اس کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی تھی اور اس نے شدید بخار کی حالت میں امتحان دیا تھا' وہ بمشکل سیکنڈ ڈویژن میں پاس ہوسکا' امتحانی نتائج پر اس کے والدین نے برہمی کا اظہار کیا' لیکن بچے کو اس وقت سخت شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا' جب اہل خانہ اور دوسرے رشتہ داروں کی موجودگی میں باپ نے بیٹے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"اس نے تو ہماری ناک ہی کٹوادی
ہے' اس کا کلاس فیلو جو کہ دسمبر کے ٹیسٹ میں
بمشکل پاس ہوسکا تھا اب سالانہ امتحان میں
اس سے زیادہ نمبر لے گیا ہے' لعنت ہو ایسی
پڑھائی پر۔"

بچے کو بھری محفل میں اپنے بارے میں یہ الفاظ سن کر سخت شرمندگی محسوس ہوئی' وہ فوراً دوسرے کمرے میں چلا گیا' اس کی بھوک ختم ہوگئی' والدین اسے منا کر کھانے پر لے آئے' اس نے کھانا تو کھالیا لیکن باپ کے الفاظ نے اس کے دل پر جو گھاؤ لگائے تھے' وہ مٹ نہ

سکے اس کی راتوں کی نیند اڑ گئی' بار بار اس کے ذہن میں باپ کے یہ الفاظ گونجتے کہ "اس نے تو ہماری ناک ہی کٹوادی ہے۔" اسے ایک کالج میں داخل کیا گیا' لیکن اب اس کے ذہن میں یہ خوف سما گیا تھا کہ وہ امتحان میں اچھے نمبر حاصل نہیں کرسکے گا اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا' وہ دوبارہ بھی امتحان میں کامیاب نہ ہو سکا' باپ نے اسے ایک دکان پر ملازم کرادیا اور اس کی پڑھائی سے جان چھوٹ گئی' لیکن باپ کے الفاظ کی بازگشت اب بھی راتوں کو اس کے ذہن سے ٹکراتی ہے کہ اس نے رشتہ داروں میں ناک کٹوادی ہے' وہ اس قدر احساس کمتری اور بے اعتمادی میں مبتلا ہو گیا کہ اس کے لئے والدین کو مجبوراً ڈاکٹروں سے رجوع کرنا پڑا۔

والدین اور اساتذہ کرام سے نہایت ہی ادب کے ساتھ عاجزانہ گزارش ہے کہ وہ قائد رہنما اور امام ہیں' خود بھی اپنی زبان کو بہت ہی احتیاط سے استعمال کریں اور بچوں کو بھی یہی ترغیب دیں کہ وہ اپنے اندر صبر و تحمل کا مادہ پیدا کریں' اور ایسی تکلیف دہ باتوں کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیں' ہرگز اس پر سوچ سوچ کر لمبی عمارت تعمیر نہ کریں' بہادر بنیں' ایک بات کو لے کر نہ بیٹھ جائیں' اسی طرح والدین کو یہ چاہئے کہ بچوں کو کبھی اپنے ہم عمر یا کسی کے سامنے ذلیل نہ کریں' طعنہ نہ دیں' ترکی بہ ترکی جواب دینا عقلمندی نہیں' معاشرے کی اکثر برائیاں اسی زبان کے غلط استعمال سے وجود میں آتی ہیں' مثلاً اگر کسی بچے سے چلتے ہوئے کوئی چیز گرگئی تو خدانہ کرے یہ کہا جاتا ہے: "اندھے ہوگئے ہو' نظر نہیں آتا' چشمے لگوالو۔" اب یہی الفاظ اس بچے کے دل و دماغ میں کچھ اس طرح پیوست ہوجاتے ہیں کہ جب تک وہ دوسروں کو یہی الفاظ نہیں سناتا' اس کو چین نہیں آتا' تو گویا جس شخص نے یہ الفاظ کہے' وہ اس بات کا ذریعہ بنا کہ ایک بچے کی زبان پر اس طرح کے گندے الفاظ اور جاہلانہ انداز تخاطب آیا۔ اس کے بجائے وہ یوں کہہ سکتا تھا کہ کوئی بات نہیں' گلاس ٹوٹ گیا' اب کسی چیز کے ٹوٹ جانے یا گم ہوجانے کی یہ دعا پڑھ لو:

"انا للہ وانا الیہ راجعون. اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا."

اور آئندہ خیال رکھنا' اچھے بچے کی نشانی یہ ہے کہ وہ دھیان سے چلتا ہے' اب اس بچے نے ایک گلاس ٹوٹ جانے کی وجہ سے دعا سیکھ لی' صبر سیکھا' انداز گفتگو سیکھا۔ آئندہ ان بچوں کے سامنے کوئی چیز ٹوٹے گی تو وہ اسی طرح اپنی آنے والی نسلوں کو سکھائیں گے اور کہیں گے کہ فلاں صاحب نے ہمیں یہی سکھلایا تھا۔

اگر کسی بچے سے کوئی غلطی ہوگئی ہو تو استاد یا والدین کا یہ طنز آمیز جملہ کہ: پانچویں میں پہنچ گئے ہیں' اب تک سلیقہ نہیں آیا' لگتا ہے چار سال سوکر گزارے؟ لگتا ہے دماغ میں بھوسہ بھرا ہوا ہے' کتنی مرتبہ سمجھایا ہے کہ اس طرح کام کیا کرو' مگر عقل تو تمہاری گھاس چرنے گئی ہے' پورے دس سال کا گھوڑا ہوگیا ہے اور ابھی تک بچہ بنا رہتا ہے' ویسے سچ ہے لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے" اس قسم کے فقرے جب سب کے سامنے کہے جاتے ہیں تو انسان کی عزت نفس پر تازیانے کا کام کرتے ہیں' اور ان زخموں کو اگرچہ دیکھا نہیں جاسکتا لیکن ان کی ٹیس شدت سے محسوس ہوتی ہے۔ بچپن میں کسی کی عزت نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے تو یہ اس کی شخصیت میں ایک دراڑ بن کر تمام زندگی اس کے لئے سوہان روح بنی رہتی ہے۔

زبان کا یہ زخم جنہیں ہر دوسرا' تیسرا شخص اپنے دل میں لئے پھرتا ہے' ہمارے معاشرے کے مزاج' انداز فکر' شخصیتوں کے تصادم اور رویوں کے تضاد کی عکاسی کرتا ہے' اس سے پتا چلتا ہے کہ معاشرے میں پیدا ہونے والے مسائل کے پس پردہ کیا محرکات کارفرما ہیں؟ مثلاً: اساتذہ کرام کا یہ کہنا کہ کاش تم بھی ایسے ہی بے وقوف اور تمہارے بھائی جو پچھلے سال پانچویں میں تھے' وہ بھی ایسے ہی تھے' ماں باپ نے تمہیں کچھ سکھایا ہی نہیں' جیسے والدین ویسے بچے: "جیسی روح ویسے فرشتے" آوے کا آوا بگڑا ہوا ہے۔

اگر اساتذہ کرام کا یہ رویہ بچوں کے ساتھ رہتا ہے' تو یہ بچے بڑے ہوکر اسی طرح کا انداز تخاطب' طرز گفتگو اپنا کر تاجر ہوتے ہوئے' ملازم ہوتے ہوئے' الغرض ہر شعبے میں پڑھے لکھے ہونے کے باوجود جنگل کے غیر مہذب حیوانوں اور درندوں کی طرح سلوک کرتے ہیں۔ یہ بچیاں بڑی ہوکر ساس' بہو بن کر' بیوی یا بہن بن کر خود بھی اور دوسروں کو بھی پریشانیوں میں مبتلا کرتی ہیں اور دنیا میں جیتے جی اپنے گھر کو جہنم کا نمونہ بنادیتی ہیں۔ ساس اور بہو کے درمیان نوک جھونک سنگین ہوجاتی ہے' تو ایسے میں کوئی جملہ زندگی بھر کے لئے اذیت کا سامان بن جاتا ہے۔ ساس بہو سے کہتی ہے: تم اپنے ساتھ لائی ہی کیا تھیں' اتنے کم جہیز نے تو ہماری ناک ہی کٹوادی' ماں باپ کے ٹھاٹ باٹ تو بہت تھے لیکن اندر سے خالی ہیں' ماں باپ نے سکھایا ہی کیا؟ روٹی پکانا تو آتا نہیں' جیسے والدین ویسی بیٹی' جیسی روح ویسے فرشتے۔ بہو پلٹ کر کہتی ہے: آپ اس شادی پر خوش ہی کب تھیں' کنجوس مکھی چوس' چمڑی جائے دمڑی نہ جائے' بارات لائیں تھی یا جنازہ؟؟

معاشرے میں کبھی کسی پر برا وقت آپڑے اور وہ مجبوری کے عالم میں دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہوجائے تو دوسری جانب آج کا بچہ کل کا یہ مخیر شخص ایسے تبصرے کرتا ہے کہ مانگنے والا شخص چاہتا ہے کہ زمین

پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔

غور فرمایئے کہ یہ آج کے بچے آپ کی ہر چیز اپنانے کی کوشش کریں گے' ایک پولیس افسر کا کہنا ہے کہ ہمارے معاشرے میں بیشتر جرائم ہماری اشتعال انگیز گفتگو' غیر محتاط باتوں اور بے جا الزامات کی وجہ سے سرزد ہوتے ہیں اور بعض اوقات ایک طعنہ کئی افراد کی زندگیوں کے خاتمے کا سبب بن جاتا۔

ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ ہمارے پچاس فیصد نفسیاتی مسائل صرف اس وجہ سے پیدا ہوتے ہیں کہ شوہر' بیوی کا باتوں سے دل دکھاتا ہے' ساس' بہو پر باتوں تازیانے برساتی ہے' باپ' بیٹے کو طعنے دیتا ہے' استاد باتوں سے بچوں کی عزت نفس مجروح کرتا ہے۔ ماہرین سماجیات کا موقف ہے کہ ہماری روز مرہ زندگی میں ایک دوسرے کے خلاف شکوک و شبہات' جھگڑے' ناراضگیاں اور غلط فہمیاں' تند و تیز گفتگو' غیر محتاط بات چیت اور دوسرے کو اشتعال دلانے والی باتوں سے پیدا ہوتی ہیں' اس لئے بزرگان دین کہتے ہیں کہ زبان کو اتنی آزادی نہ دیں کہ یہ آپ کو اپنا غلام بنالے۔

اگر ہم زبان سنبھال کر بات کریں اور بقول بزرگوں کے: "پہلے تولو پھر بولو" یعنی بولنے سے پہلے سوچ لیں کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ اور اپنے اندر تحمل اور برداشت کا مادہ پیدا کریں تو ہمارے معاشرے میں آپس کے جھگڑے اور تنازعات کافی حد تک کم ہو سکتے ہیں' مفکرین لفظوں کی اہمیت اور زبان کے کردار کے ہمیشہ معترف رہے ہیں۔ مشہور سائنس دان آئن اسٹائن کا کہنا ہے:

"اگرچہ الفاظ عام طور پر نظریات اور تصورات دوسروں تک منتقل کرتے ہیں' لیکن بعض لفظ ہمارے احساسات اور جذبات کو اس حد تک پریشان کر دیتے ہیں کہ الفاظ جو کردار تصورات کی منتقلی میں ادا کرتے ہیں وہ پس منظر میں چلا جاتا ہے' لیکن ان الفاظ کی تیزی اور تندی باقی رہ جاتی ہے۔"

اسی طرح مشہور مفکر ایف ڈبلیو رابرٹسن کہتے ہیں:

"آپ جنگلی جانور کو سدھا سکتے ہیں اور جنگل میں لگنے والی آگ بھی تمام درخت جلنے کے بعد بجھ سکتی ہے' لیکن آپ اس ظالم اور اشتعال انگیز لفظ سے لگنے والی "آگ" کو نہیں بجھا سکتے' جو آپ نے گزرے ہوئے کل یا اس صبح کو اپنی زبان کے غلط استعمال سے لگائی تھی۔"

ایسی صورت حال کا مداوا اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ ہم کوئی بھی سخت بات منہ سے نکالتے ہوئے یہ سوچیں کہ اگر یہ بات مجھے کہی جاتی تو میرا ردعمل کیا ہوتا؟ اسلامی تعلیمات میں اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ کسی کو ایسی بات نہ کہو جو خود تمہیں اپنے لئے پسند نہ ہو اگر ہم صرف اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسروں کے جذبات کا خیال رکھیں تو ہمارے بہت سے نفسیاتی اور معاشرتی مسائل حل ہو جائیں' لیکن افسوس یہ ہے کہ جتنی فضول اور غیر محتاط گفتگو ہمارے یہاں ہوتی ہے' اتنی کسی اور معاشرے میں نہیں ہوتی۔

بزرگوں کا قول ہے کہ جب تک زبان آپ کے قابو میں ہے یوں سمجھیں تلوار نیام میں ہے' جونہی آپ نے کوئی لفظ بولا' یہ تلوار دوسرے کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے۔

حضرت امام غزالیؒ نے "منہاج العابدین" میں زبان کی آفات کے باب میں ایک حدیث کا خلاصہ نقل کیا ہے:

"جب انسان صبح کرتا ہے تو بدن کے تمام اعضاء (ایک طرح گویا ہاتھ جوڑ کر) زبان سے عرض کرتے ہیں کہ تو ہمارے معاملے میں خیال رکھیو' ہمارا صحیح استعمال تیرے صحیح استعمال پر موقوف ہوگا۔"

آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے ہی تو نہیں فرمادیا:

"جو مجھے دو جبڑوں کے بیچ کی چیز (زبان) اور دو پیروں (ٹانگوں) کے بیچ کی چیز شرم گاہ کے صحیح استعمال کی ضمانت دے' میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔"

رسالہ "زبان کی حفاظت" میں حضرت مفتی عاشق الٰہی بلند شہری تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں زبان سے ایک نامناسب کلمہ نکالنے سے رک جاؤں' یہ میرے نزدیک ایک سال کے نفلی روزے رکھنے اور منوں سونا خیرات کر دینے سے افضل ہے۔ (خلاصہ ملفوظ مبارک)

لہٰذا والدین اور اساتذہ کرام سے نہایت ہی ادب سے عاجزانہ گزارش ہے کہ غصہ کے وقت اپنی زبان کو قابو میں رکھیں' ہرگز ہرگز یہ نہ کہیں: اے لڑکے! اے نالائق' جنگلی' بے وقوف' اونٹ کی طرح لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ عقل تیری کہاں گئی؟ ایسا کوئی برا کلمہ آپ کی زبان پر نہ آئے' یاد رکھئے! یہ گندے الفاظ آپ کی زبان کو گندہ کر دیں گے' زبان کو ناپاک کر دیں گے' اللہ تعالیٰ آپ کی اور ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ زبان کی حفاظت کے لئے یہ دعا مانگیں:

"اللھم اھد قلبی وسدد لسانی."

ترجمہ: "اے اللہ! میرے دل کو ہدایت پر کر اور میری زبان کو درست رکھ۔"

☆☆..........☆☆

# معیار صداقت اور مرزا قادیانی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

عرض کیا جاچکا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی خود اپنے مقررہ کردہ معیار"لوتقول" پر مفتری ثابت ہوئے' کیونکہ جناب مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی تحقیق کے مطابق:

"نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا"......

"۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے"......

"۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے' اب منسوخ ہیں' اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔" (حقیقت النبوۃ ص۱۲۱)

"۱۹۰۱ء سے پہلے...... جو تعریف نبی کی آپ پہلے خیال فرماتے تھے اس کے مطابق آپ نبی نہ بنتے تھے۔"

"۱۹۰۱ء سے پہلے......آپ اپنے آپ کو نبی کہنے سے پرہیز کرتے تھے۔" (حقیقت النبوۃ ص:۱۲۲)

۱۹۰۱ء میں مرزا صاحب پر نبوت کا مسئلہ کھلا' اور انہوں نے عقیدہ میں تبدیلی کرکے اپنی نبوت کا اعلان بڑے زور وشور سے کیا' اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض وبائی ہیضہ مرزا صاحب کوچ کر گئے (حیات ناصر ص:۱۴)' اس طرح ان کی یہ بات خود ان پر صادق آئی (بین القوسین کے تشریحی الفاظ ناقل کی جانب سے ہیں):

"خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری (مرزا صاحب کی طرح) جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی' جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو وحی پانے کے لئے تئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔" (ضمیمہ اربعین ۳'۴ صفحہ اول' روحانی خزائن ج۱۷ص۴۶۸)

اور مرزا کو مندرجہ ذیل خصوصی انعام' جو انہیں خاص طور سے من جانب اللہ عطا ہوا' اور ان کی امت کو بھی اس میں سے حصہ رسدی ملا' یہ تھا:

"اور ہزاروں لعنتیں خدا کی' اور فرشتوں کی' اور خدا کے پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں' جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو (مثلاً مرزا صاحب کو) شریک سمجھتا ہے' اگر قرآن کریم میں آیت "لوتقول" بھی نازل نہ ہوتی' اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانہ عمر وحی پانے کا کاذب وہ نہیں ملتا' تب بھی ایک سچے مسلمان کی کو محبت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہئے' کبھی اس کو اجازت نہ دیتی کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ منہ پر لاسکتا کہ یہ پیمانہ وحی نبوت یعنی تئیس برس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا' یہ کاذب کو (مثلاً مرزا صاحب کو) بھی مل سکتا ہے۔" (ضمیمہ اربعین ۳'۴ ص:۶' روحانی خزائن ج۱۷ص۴۶۸'۴۶۹)

اور مرزا صاحب کا یہ احتجاج بھی ان کی امت پر حرف بہ حرف راست آیا:

"جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرمادیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ پیمانہ عمر وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا (بلکہ مرزا غلام احمد کی طرح اعلان نبوت کے سات سال بعد وبائی ہیضہ سے مرجاتا......ناقل) اور توریت نے بھی یہی گواہی دی' اور انجیل نے بھی یہی' تو پھر (مرزائیوں کا) کیسا اسلام اور

کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لئے ایک ردی چیز کی طرح پھینک دیا گیا اور (مرزائیوں نے) خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا' میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ (مرزائیوں کی) کیسی ایمانداری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو (مرزا صاحب کے مفتری ہونے پر) پیش کیا جاتا ہے' اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔" (ضمیمہ اربعین ۳'۴ ص۴' روحانی خزائن ج۱۷ ص۴۶۹)

مرزا صاحب نے صادقوں کا جو پیمانہ وضع کیا تھا (یعنی ۲۳ برس)' اس پر خود تو پورے نہیں اترے اے کاش! کہ ان کا یہ پیمانہ ہی صحیح ہوتا' لیکن مرزا صاحب کی کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دعویٰ نبوت کی طرح ان کا یہ معنوی پیمانہ بھی غلط اور سراسر خوش فہمی تھا' کیونکہ اگر ۲۳ برس کی مہلت پانا "صادقوں کا پیمانہ" ہے' اور بقول مرزا صاحب کے جھوٹے کی یہی نشانی ہے کہ اسے اس قدر مہلت نہیں ملتی' اس کے معنی یہ ہوئے کہ جن انبیاء کرام کو اس قدر مہلت نہیں ملی' وہ مرزا صاحب کے نزدیک "صادقوں کے پیمانہ" پر پورے نہیں اترے' لہٰذا مفتری ثابت ہوئے' (نعوذ باللہ) اس کے برعکس جن جھوٹے مدعیان وحی والہام کو ۲۳ برس کی مہلت ملی' وہ صادقوں کے پیمانہ پر پورے اترے' لہٰذا ان پر ایمان لانا فرض ہوا۔ انصاف فرمایئے! کیا یہ معیار صحیح ہے؟

پھر لطیفہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک یہ معنوی پیمانہ ربڑ کی طرح گھٹ بڑھ بھی سکتا ہے' ذیل میں ان کی تصریحات ملاحظہ فرمایئے:

۱:......غیر معین:

"خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے (کتنی مدت میں؟ اس کی کچھ خبر نہیں......ناقل)۔" (ضمیمہ اربعین ۳و۴ ص۱' روحانی خزائن ج۱۷ ص۴۶۸)

۲:......جلد ہلاک:

"اور خدا تعالیٰ خود قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ میں مفتری کو مدد نہیں دیتا اور وہ جلد ہلاک کیا جاتا ہے' اور اس کی جماعت متفرق کی جاتی ہے (یہ کس آیت کا ترجمہ ہے؟ ......ناقل)۔" (شہادۃ القرآن ص۵۷' روحانی خزائن ج۶ ص۳۷۱)

۳:......فی الفور:

"قرآن شریف میں ایسے شخص سے کس قدر بیزاری ظاہر کی ہے' جو خدا تعالیٰ پر افتراء باندھے (مرزا صاحب کی طرح؟)' یہاں تک کہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ اگر وہ بعض قول میرے پر افترا کرتا تو میں فی الفور پکڑ لیتا' اور رگ جان کاٹ دیتا۔" (انجام آتھم ص۴۹' روحانی خزائن ج۱۱ ص۴۹)

۴:......دست بدست:

"قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اسی دنیا میں (مرزا صاحب کی طرح) دست بدست سزا پالیتا ہے' اور خدائے قادر وغیور کبھی اس کو امن میں نہیں چھوڑتا' اور اس کی غیرت اس کو کچل ڈالتی ہے' اور جلد ہلاک کرتی ہے۔" (انجام آتھم ص۴۹' روحانی خزائن ج۱۱ ص۴۹)

۵:......دس' گیارہ:

"اب بفضلہ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے' کیا یہ نشان نہیں ہے؟ (یقیناً نشان کذب ہے۔ ناقل) اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ کاروبار نہ ہوتا تو کیونکر عشرہ کاملہ تک' جو ایک حصہ عمر کا ہے' ٹھہر سکتا ہے؟۔" (نشان آسمانی ص۳۷' روحانی خزائن ج۴ ص:۳۹۷)

۶:......بارہ برس:

"اور پھر تعجب پر تعجب یہ کہ خدا تعالیٰ ایسے ظالم مفتری کو اتنی لمبی مہلت بھی دیدے' جسے آج تک بارہ برس گزر چکے ہوں۔" (شہادۃ القرآن ص۵۷' روحانی خزائن ج۶ ص۳۷۱)

۷:......اٹھارہ یا پچیس برس:

"جو شخص خدا تعالیٰ پر الہام کا افترا کرتا ہے...... وہ جلد پکڑا جاتا ہے (مرزا غلام احمد کی طرح)' اور اس کی عمر کے دن بہت تھوڑی ہوتے ہیں...... کوئی منکر کسی تاریخ کے حوالہ سے ایک نظیر بھی پیش نہیں کرسکتا...... کہ کوئی جھوٹا الہام کا دعویٰ کرنے والا پچیس برس تک یا اٹھارہ برس تک جھوٹے الہام دنیا میں پھیلاتا رہا۔" (ایام صلح ص:۳۷' روحانی خزائن ج۱۴ ص۲۶۷'۲۶۸)

۸:......بیس برس:

"میرے دعویٰ الہام پر پورے بیس برس گزر گئے اور مفتری کو اس قدر مہلت نہیں دی جاتی۔" (انجام آتھم ص۴۹'

باقی صفحہ 26 پر

پہلی قسط

# پرویزی عقائد پر ایک نظر

مولانا محمد نذر عثمانی

اسلام مکمل ضابطۂ حیات رکھنے والا دین ہے' جو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں قرآن کے ساتھ احادیث کا علم بھی عطا فرمایا جو کہ قرآن کی تشریح ہے۔ حضرت مقداد بن کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یاد رکھو! مجھے قرآن دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ اس جیسی ایک اور چیز (حدیث)۔ یاد رکھو! عنقریب ایک پیٹ بھرا شخص اپنی آرام گاہ پر بیٹھا ہوا کہے گا کہ بس تمہیں قرآن کافی ہے (حدیث نبوی کی ضرورت نہیں) اور جو اس میں حلال پاؤ اسی کو حلال سمجھو اور جو اس میں حرام پاؤ اس کو حرام سمجھو حالانکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کو حرام کہا ہے وہ بھی اسی طرح حرام ہے' جس طرح اللہ نے حرام کیا ہے۔'' (مشکوٰۃ شریف)

اسلام قبول کرنے کے لئے قرآن اور احادیث کا ماننا ضروری ہے' دنیا میں جس قدر فتنے اسلام کے خلاف اٹھے ہیں' اس کی محرکات کا اگر گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو سب کے سب یہود و نصاریٰ کے اشارے پر اٹھائے گئے۔ پرویزیت ان سنگین فتنوں میں سے ایک فتنہ ہے جو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو ختم کرنے کے لئے اٹھایا گیا۔ غلام احمد پرویز اور غلام احمد قادیانی دراصل ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ دونوں نے اسلام کی عظیم عمارت کو ڈھانے کی ناپاک جسارت کی اور اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے لئے دونوں کا طریقہ واردات بھی ایک جیسا ہے' ان دونوں نفس کے غلاموں نے دین اسلام کے بنیادی عقائد پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا' قرآنی تعلیمات کی معنوی تحریفات و تاویلات کیں اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقابل اعتبار قرار دیا۔

قرآن پاک کے عظیم حصار کو نہ توڑ سکنے والوں نے قرآن مجید کی معنوی تحریف کا بیڑہ اٹھایا تاکہ حقیقی اسلام کو تبدیل کیا جاسکے۔ چنانچہ باطل' غیر اسلامی' خود ساختہ اور گمراہ کن عقائد و نظریات پر اسلام کا لیبل لگا کر پیش کرنے اور انہیں حقیقی اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی اور قرآن کی آیات مبارکہ کا اپنی مرضی کا ترجمہ اور مفہوم بیان کرکے بڑی ڈھٹائی اور بے ایمانی سے یہ کہا کہ یہ ہم نہیں بلکہ قرآن کہتا ہے۔ ان دشمنان اسلام نے اپنے مذموم مقاصد کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ احادیث نبوی کو سمجھا' انہوں نے احادیث نبویؐ کے بارے میں گمراہ کن شکوک و شبہات پھیلانے شروع کئے اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ناقابل اعتبار اور من گھڑت قرار دیا۔

اہل اسلام کے نزدیک قرآن اور احادیث لازم و ملزوم ہیں۔ ایک متن ہے تو دوسرا اس کی تشریح' احادیث رسول کو مانے بغیر اسلام کی ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان فتنوں کے بارے میں جو پیشگوئی فرمائی وہ حرف بہ حرف درست ثابت ہوئی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک بلند مکان (کی چھت) پر چڑھے اور پھر صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ تم اس چیز کو دیکھ رہے ہو جس کو میں دیکھ رہا ہوں؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ نہیں! آپؐ نے فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ان فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے گھروں پر اس طرح برس رہے ہیں جس طرح (بارش) برستی ہے۔ (متفق علیہ)

ان گمراہ کن فتنوں میں سے ایک فتنہ پرویزیت کا ہے' جو احادیث کا انکار کرکے اہل قرآن کہلاتا ہے اور درحقیقت یہ اہل قرآن نہیں بلکہ گستاخ قرآن ہے' اس فتنہ کے عقائد اور نظریات سے پہلے اس کے موجد کے حالات سے واقفیت ضروری ہے۔

فتنہ پرویزیت کا بانی چوہدری غلام احمد پرویز

بھارتی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ بٹالہ میں ۹/ جولائی ۱۹۰۳ء میں پیدا ہوا۔ اس نے انڈین سول سروس میں ملازمت اختیار کرلی' اپنی ملازمت کا زیادہ تر حصہ کلرکی کرنے میں گزارا۔ قیام پاکستان کے بعد پاکستان میں ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ملازم رہا اور ۱۹۵۵ء میں اپنی ملازمت سے قبل از وقت پنشن لے کر اپنے آپ کو کفریہ اور الحادی تحریک کے لئے وقف کردیا۔ فتنہ پرویزیت نے ایوبی دور حکومت میں سرکاری سرپرستی میں بے حد منظم شکل اختیار کرلی۔ چوہدری غلام احمد پرویز نے اپنے ہم نام مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح زیادہ تر وقت کتابیں لکھنے میں گزارا اور ۵۰ کے قریب کتابیں لکھیں۔ یاد رہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی ۸۵ کتابیں لکھیں' یہ تمام کتابیں غیر اسلامی زہریلے مواد سے بھرپور ہیں۔ چوہدری غلام احمد پرویز ۱۹۸۵ء میں ۸۲ سال کی عمر میں آنجہانی ہوا۔ پرویزیت کو وسیع پیمانے پر فروغ دینے کے لئے تحریک طلوع اسلام نے "بزم طلوع اسلام" کے نام سے اسلام کو غروب کرنے کے لئے چھوٹے بڑے شہروں میں کفر و الحاد کے مراکز قائم کئے۔ ہندوستان کے منکرین حدیث کا امام عبداللہ چکڑالوی تھا' یہ شخص چکڑالہ ضلع میانوالی کا رہنے والا تھا۔ حدیث سے اسے شدید ترین نفرت تھی' کچھ عرصہ غیر مقلد رہنے کے بعد اس نے سرے سے حدیث کا ہی انکار کردیا' اس نے ایک مقام پر لکھا ہے کہ قرآن مجید دین اسلام کی ہر ایک چیز من کل الوجوہ مفصل و مشرح طور پر بیان ہوگئی ہے تو اب وحی خفی یا حدیث کی کیا حاجت رہی؟ بلکہ اس کا ماننا اور دین اسلام میں اس پر عمل درآمد کرنا سراسر کفر شرک اور ظلم و فسق ہے۔ (مناظرہ صفحہ ۱۹' ۲۰) اسی طرح ایک اور مقام پر اپنے اندر کی کفریات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ذخائر حدیث ہرگز ماخذ علم نہیں بلکہ یہ سب ہزلیات کا ایک ذخیرہ ہے جو دشمنان اسلام نے مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے تیار کیا ہے۔"

(برہان القرآن صفحہ نمبر ۱۷)

عبداللہ چکڑالوی کے نقش قدم پر چلنے والوں میں اسلم جیراج پوری' نیاز فتح پوری' تمنا عمادی پھلواری اور چوہدری غلام احمد پرویز سرفہرست ہیں۔ منکر حدیث چوہدری غلام احمد پرویز کے عقائد و نظریات ملاحظہ فرمائیں:

## اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

۱:...... "قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آیا ہے' اس سے مراد مرکز نظام حکومت ہے۔" (معارف القرآن صفحہ ۶۲۳ ج ۴)

"بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد مرکز حکومت ہے۔" (معارف القرآن صفحہ ۶۲۴ ج ۴)

"اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد مرکز ملت ہے۔" (معارف قرآن صفحہ ۶۵۴ ج ۴)

## اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت:

۲:...... "اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مراد مرکزی حکومت ہے' جو قرآنی احکام کو نافذ کرے گی۔" (اسلامی نظام از پرویز صفحہ ۸۶)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفۃ الرسول' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ لیتا ہے' اور اب اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے مراد یہی جدید مرکز ملت کی اطاعت ہوتی ہے۔" (معارف القرآن صفحہ ۶۸۲ ج ۴)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعاً یہ حق نہیں کہ لوگوں سے اپنی اطاعت کرائے:

۳:...... "تصور قرآن کی بنیادی تعلیم کے منافی ہے کہ اطاعت اللہ کے سوا کسی اور کی بھی ہوسکتی ہے حتیٰ کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق واضح اور غیر مبہم الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ اسے بھی قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ لوگوں سے اپنی اطاعت کرائے۔ لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد وہ مرکز نظام دین ہے' جہاں سے قرآنی احکام نافذ ہوں۔" (معارف القرآن صفحہ ۶۱۶ ج ۴)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت:

۴:...... "اور انسانوں میں سب سے زیادہ ممتاز ہستی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی پوزیشن بھی اتنی ہی ہے کہ وہ اس قانون کو انسانوں تک پہنچانے والا ہے اور اسے بھی کوئی حق نہیں کہ کسی پر اپنا حکم چلائے اللہ تعالیٰ اپنے قانون میں کسی کو شریک نہیں کرتا (سلیم کے نام خطوط صفحہ ۳۴۳ ج ۲ از غلام احمد پرویز)

پھر اسے بھی سوچئے کہ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مفہوم کیا؟ مفہوم قرآن نے خود متعین کردیا ہے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود موجود تھے تو بحیثیت مرکز ملت آپ کی اطاعت فرض اولین تھی۔" (مقام حدیث صفحہ ۱۹ ج ۱)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اس لئے نہیں کہ وہ زندہ نہیں' عربی زبان میں اطاعت کے معنی بھی کسی زندہ کے احکام کی تابعداری ہے' اسلامی نظام میں اطاعت امام موجود کی ہوگی' جو قائم مقام ہوگا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی مرکز نظام حکومت اسلامی۔" (کتاب نظام صفحہ ۱۱۲)

## عقیدۂ ختم نبوت میں تحریف:

۵:...... ’’ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اب دنیا میں انقلاب شخصیتوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ تصورات کے ذریعے رونما ہوا کرے گا اور انسانی معاشرے کی باگ دوڑ اشخاص کی بجائے نظام کے ہاتھوں میں ہوا کرے گی۔‘‘ (سلیم کے نام پندرھواں خط صفحہ ۲۵ طبع اول ۱۹۵۳)

’’اب نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا ہے‘ اس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو اپنے مفادات کے فیصلے خود کرنے ہوں گے‘ صرف یہ دکھانا ہوگا کہ ان کا کوئی فیصلہ غیر متبدل اصولوں کے خلاف نہ ہو‘ جو وحی نے عطا کئے اور جو اب قرآن کے دفتین میں محفوظ ہیں۔‘‘ (سلیم کے نام اکیسواں خط صفحہ ۱۲۰ ج ۲)

’’تم نے دیکھ لیا سلیم کہ ختم نبوت کا مفہوم یہ تھا کہ اب انسانوں کو صرف اصولی رہنمائی کی ضرورت ہے‘ ان اصولوں کی روشنی میں تفصیلات خود متعین کریں گے‘ لیکن ہمارے ہاں یہ عقیدہ ہوگیا ہے کہ زندگی کے ہر معاملہ کی ہر تفصیل بھی پہلے سے متعین کردی گئی ہے‘ اور ان میں اب کسی قسم کا ردوبدل نہیں کرسکتا‘ یہ عقیدہ اس مقصد عظیم کے منافی ہے‘ جس کے لئے ختم نبوت کا انقلاب عمل میں لایا گیا تھا۔‘‘ (سلیم کے نام بیسواں خط صفحہ ۱۰۳ ج ۲)

## احکام قرآنی صرف وقتی ہیں:

۶:...... ’’قرآن میں صدقہ‘ خیرات وغیرہ کے لئے جس قدر ترغیبات وتحریصات یا احکام وضوابط آتے ہیں‘ وہ سب عبوری دور سے متعلق ہیں۔‘‘ (نظام ربوبیت صفحہ ۱۶۷)

’’اس نظام کے قیام کے بعد کوئی مفلس اور محتاج باقی نہیں رہ سکتا‘ لہٰذا مفلسوں اور محتاجوں کے متعلق اس قسم کے احکام صرف عبوری دور سے متعلق ہیں۔‘‘ (سلیم کے نام دوسرا خط صفحہ ۲۳ ج اول)

## شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوخ کیا جاسکتا ہے (نعوذ باللہ):

۷:...... ’’طلوع اسلام (حقیقتاً غروب اسلام) بار بار متنبہ کرتا رہا ہے اور اب پھر ملت کو متنبہ کرتا ہے کہ خدا کے لئے ان چور دروازوں کو بند کرو (یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ نعوذ باللہ) دین کی بنیاد صحیح قرآن اور فقط قرآن ہے جو ابدالآباد تک کے لئے واجب العمل ہے‘ روایات اس عہد مبارکہ کی تاریخ ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم والذین معہ اپنے عہد میں قرآنی اصول کو کس طرح متشکل فرمایا تھا‘ یہ اس عہد مبارکہ کی شریعت ہے‘ قرآنی اصول کی روشنی میں کسی فرد واحد کو جزئیات مستنبط کرنے‘ اپنے عہد کے لئے شریعت بنادینے کا حق نہیں ہے‘ خواہ وہ کتنا اتباع محمدی یا کتنا ہی مزاج شناس رسول کا دعویدار کیوں نہ ہو۔ یہ حق صرف صحیح قرآنی خطوط پر قائم شدہ مرکز ملت اور اس کی مجلس شوریٰ کا ہے‘ وہ ان قرآنی اصول کی روشنی میں صرف ان جزئیات کو مرتب و مدون کرسکے‘ جس کی قرآن میں کوئی تصریح نہیں‘ پھر یہ جزئیات ہر زمانے میں ضرورت پڑنے پر تبدیل کی جاسکتی ہیں۔ یہی اپنے زمانے کے لئے شریعت ہیں۔‘‘ (مقام حدیث صفحہ ۳۹۱ ج اول)

’’اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متعین فرمودہ جزئیات کو قرآنی جزئیات کی طرح قیامت تک واجب الاتباع (یعنی ناقابل تغیر وتبدیل) تھا تو قرآن نے ان جزئیات کو بھی خود ہی کیوں نہ متعین کردیا‘ یہ سب جزئیات ایک ہی جگہ مذکور اور محفوظ ہوجاتیں۔ اگر اللہ کی منشا یہ ہوتا کہ زکوٰۃ کی شرح قیامت تک کے لئے ڈھائی فیصد ہونی چاہئے‘ تو یہ قرآن میں خود ہی بیان کردیتا‘ اس سے ہم ایک ہی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ منشائے خداوندی تھا ہی نہیں کہ زکوٰۃ کی شرح ہر زمانے میں ایک ہی رہے۔‘‘ (مقام حدیث صفحہ ۲۹۲ ج ۲)

## نماز میں تبدیلی جائز:

جس اصول کا میں نے اپنے مضمون میں ذکر کیا ہے کہ وہ قانون اور عبادت دونوں پر منطبق ہوگیا‘ یعنی اگر جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (قرآنی حکومت) نماز کی کسی جزئی شکل میں‘ جس کا تعین قرآن نے نہیں کیا‘ اپنے زمانے کے کسی تقاضے کے ماتحت کچھ ردوبدل ناگزیر سمجھے تو وہ ایسا کرنے کی اصولاً مجاز ہوگی۔‘‘ (قرآنی فیصلے از پرویز صفحہ ۱۴‘ ۱۵)

## حدیث رسول عجمی سازش (نعوذ باللہ):

۸:...... ’’مسلمانوں کو قرآن سنت سے دور رکھنے کے لئے جو سازشیں کی گئیں‘ اس کی پہلی کڑی یہ عقیدہ پیدا کرنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وحی کے علاوہ جو قرآن میں محفوظ ہے‘ ایک اور وحی دی گئی تھی جو قرآن کے ساتھ بالکل قرآن کے ہم پلہ ہے‘ یہ وحی روایت میں ملتی ہے‘ اس لئے روایات عین دین ہیں‘ یہ عقیدہ پیدا کیا اور اس کے ساتھ ہی روایات سازی کا سلسلہ شروع کردیا گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے روایات کا ایک انبار جمع ہوگیا‘ اس طرح دین کے مقابل جو اللہ نے دیا تھا‘ ایک اور دین مدون کرکے رکھ دیا اور اسے اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرار دے کر امت کو اس میں الجھا دیا۔‘‘ (مقام حدیث صفحہ ۳۲۱ ج اول)

’’بہر حال جھوٹ پہلی سازش کے تحت بولا گیا یا بعد میں اہلیان مسند نے نیک کاموں کے لئے‘ اس جھوٹ کی حمایت کا نتیجہ دونوں کا ایک یعنی یہ جھوٹ مسلمانوں کا مذہب بن گیا‘ وحی غیر متلو اس کا نام رکھ کر اسے قرآن کی مثل ٹھہرایا گیا۔‘‘ (مقام حدیث صفحہ ۱۲۲ ج ۲)

**احادیث رسولؐ کے ساتھ پرویز کا استہزاء:**

۹:...... ’’آیئے ہم آپ کو چند ایک نمونے دکھائیں کہ ان احادیث کی صحیح ترین کتابوں میں محفوظ ہیں‘ جو ملا کی غلط پالیسی اور کوتاہ اندیشی سے ہمارے دین کا جزو بن رہی ہیں۔ دیکھئے ان احادیث کی رو سے وہی جنت جس کے حصول کا طریقہ اوپر مذکورہ ہے‘ کتنے سستے داموں ہاتھ آجاتی ہے‘ لیجئے اب روایت کی رو سے جنت کے ٹکٹ خریدیئے۔ دیکھئے کتنی سستی جاری ہے۔ سب سے پہلے السلام علیکم کہئے اور ہاتھ ملایئے‘ لیجئے جنت مل گئی۔ ابوداؤد کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے جدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے۔ اب مسجد چلئے اور وضو کیجئے‘ جنت خریدیئے۔ مسلم کی حدیث ہے کہ وضو کرنے والے کے تمام گناہ پانی کے ساتھ نکل جاتے ہیں‘ یہاں تک کہ پانی کا آخری قطرہ ہر عضو کے آخری گناہ کو ساتھ لے کر ٹپکتا ہے‘ لیجئے کس قدر سستی رہی جنت‘ وضو کیا‘ تمام گناہ اس کے پانی میں بہہ گئے اور ساتھ رکعتیں نفل بھی پڑھ لے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے آگے جنت میں پہنچ گئے‘ اس سے بھی آسان مسلم کی حدیث ہے جو شخص موذن کے جواب میں اذان کے الفاظ دہراتا ہے تو وہ شخص جنت میں جائے گا۔ جسے قانون کی اصلاحات میں جرم کہا جاتا ہے‘ سے مذہب کی روشنی میں گناہ کہتے ہیں۔ جرم ایک سزا کا بھی کم نہیں ہوتا۔ عادی مجرم کے لئے سوسائٹی میں کوئی جگہ ہی نہیں‘ اس کے برعکس ملا کے مذہب نے جرائم کے لئے ایسا لائسنس دے رکھا ہے کہ صبح سے شام تک جرم پر جرم کئے جاؤ لیکن ساتھ نمازیں بھی پڑھتے جاؤ‘ سب جرم معاف ہوتے جائیں گے۔ ترمذی کی حدیث ہے: چالیس دن تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرنے والا دوزخ اور نفاق دونوں سے بری کردیا جاتا ہے۔ لیجئے ایک چلہ پورا کرلیجئے اور عمر بھر جو جی میں آئے کیجئے۔ دوزخ میں آپ بھی نہیں جاسکتے۔‘‘ (مقام حدیث صفحہ ۹۶ تا ۱۰۰ ج ۲)

**دنیا میں کہیں اسلام نہیں:**

۱۰:...... ’’اس تیرہ سو سال کے عرصے میں مسلمانوں کا سارا زور اسی میں صرف ہوتا رہا کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کو قرآن سے پہلے زمانے کے مذہب میں تبدیل کردیا جائے‘ چنانچہ وہ اس کوشش میں کامیاب ہوگئے اور آج جو اسلام دنیا میں مروج ہے‘ وہ زمانہ قبل از قرآن کا مذہب ہو تو ہو‘ قرآنی دین سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔‘‘ (سلیم کے نام پندرھواں خط صفحہ ۲۵۱ تا ۲۵۳/ اگست ۱۹۵۳ء)

**وجود جنت و جہنم کا انکار:**

۱۱:...... ’’بہرحال مرنے کے بعد کے جنت اور جہنم مقامات نہیں ہیں‘ انسانی ذات کی کیفیات ہیں۔‘‘ (لغات القرآن صفحہ ۴۴۹/ ج اول شائع کردہ ادارہ طلوع اسلام‘ لاہور)

**حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حسی معجزہ نہیں:**

۱۲:...... اس عنوان پر پرویز نے ہرزہ سرائی کرتے ہوئے لکھا:

☆:...... ’’رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے سوا کوئی معجزہ نہیں دیا گیا۔‘‘ (سلیم کے نام صفحہ ۳۶ ج ۳)

☆:...... مخالفین بار بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا تقاضا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر بار ان کے مطالبات کو یہ کہہ کر رد کردیتا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی حسی معجزہ نہیں دیا‘ اس کے معجزات صرف دو ہیں: (۱) یہ کتاب جس کی مثل و نظیر کوئی پیش نہیں کرسکتا (صفحہ ۴۹......۵۱)۔ (۲) خود اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی زندگی جو سیرت و کردار کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ (۱۰......۱۶)
ان کے علاوہ اگر تم معجزہ دیکھنا چاہتے ہو تو قل انظر و ماذا فی السموات والارض ۱۱۰-۱۰۱- ارض و سماوات پر غور کرو‘ قدم قدم پر معجزات دکھائی دیں گے‘ غور کرو سلیم۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کوئی حسی معجزہ نہیں دیا جاتا۔ (سلیم کے نام خط ۹۱‘ ۹۲ ج ۸ ص)

☆:...... ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کے سوا (جو عقلی معجزہ ہے) کوئی معجزہ نہیں دیا گیا۔‘‘ (معارف القرآن صفحہ ۱۳۷ ج ۴)

**پرویز کا انکار معراج:**

۱۳:...... ’’سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ’’اسریٰ‘‘ میں کہا گیا ہے کہ خدا اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کی طرف لے گیا تاکہ وہاں اسے اپنی آیات دکھائے...... خیال ہے اگر یہ واقعہ خواب کا نہیں تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ہجرت کا بیان ہے‘ اس طرح مسجد اقصیٰ سے مراد مدینہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی‘ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں جاکر تعمیر کروایا۔‘‘ (معارف القرآن صفحہ ۳۶۷ ج ۴)

(جاری ہے)

پہلی قسط

# حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی کا مجاہدانہ کردار

زین العابدین‘ مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا اکلوتا اور لاڈلا بیٹا ہی نہ تھا بلکہ وہ ان کی دعاؤں کا ثمر‘ ان کے بڑھاپے کا سہارا‘ ان کے مشن کا علمبردار اور ان کے گلشن آرزو کا ہنستا مسکراتا ہوا پھول تھا‘ جو ان دنوں مرجھایا اور کملایا ہوا تھا۔ اس کا بدن بخار کی شدت سے آتش دان کی طرح دہک رہا تھا‘ اور وہ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا تھا۔

حضرت ہزارویؒ اسے دوائی پلانے لگے تھے کہ اسی اثنا میں دروازے پر دستک ہوئی‘ دروازہ کھول کر دیکھا تو سامنے ایک صاحب کھڑے تھے‘ انہوں نے حضرت سے درخواست کی کہ ہمارے علاقے میں بدنام زمانہ اور خطرناک قادیانی مبلغ اللہ دتہ جالندھری گھس آیا ہے‘ جو لوگوں کو اپنے دام تزویر میں پھنسا کر دونوں ہاتھوں سے ان کے ایمان لوٹنے میں مصروف ہے‘ فتنہ پھیلنے کا سخت اندیشہ ہے‘ لہٰذا برائے مہربانی آپ فوراً میرے ساتھ چلئے۔ حضرت ہزارویؒ کے چہرے پر پہلے ہی افسردگی کے آثار تھے‘ یہ بات سن کر وہ اور مغموم ہو گئے‘ انہوں نے کتابوں کی گٹھڑی اٹھائی‘ میلی چادر کندھے پر ڈالی اور دروازے کی جانب بڑھنے لگے‘ اہلیہ نے درد میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا: بچے کو اس حالت میں چھوڑ کر آپ کہاں چل دیئے؟ حضرت کے بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور آپ نے پلٹ کر فرمایا: ادھر میرے پیارے زین العابدین کی جان کا مسئلہ ہے اور ادھر میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے سادہ لوح امتیوں کے ایمان کا مسئلہ ہے اور ایمان جان سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔

یہ کہہ کر حضرت اپنے سفر پر روانہ ہو گئے‘ ابھی بس اسٹاپ پر پہنچے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی بھاگتا دوڑتا اور ہانپتا کانپتا ہوا آ پہنچا اور کہنے لگا: حضرت! زین العابدین چل بسا۔ بال بچوں والے بلکہ وہ جنہیں اولاد کا درد ملا ہو اور بچوں کے زخم لگے ہوں‘ وہی جانتے ہیں کہ اپنے پیارے اور اکلوتے بیٹے کی وفات کی خبر کس طرح بجلی بن کر سماعتوں پر گرتی ہے

**مولانا عبدالقدوس محمدی**

اور ایسی دلدوز اطلاع پا کر آدمی پر کیا گزرتی ہے یہی تو موقع تھا جب اللہ کے جلیل القدر اور اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے چھم چھم آنسو برس پڑے تھے۔

میرے والد محترم کا فرمان ہے:

”محبت الٰہی‘ عشق رسالت اور خدمت دین کی راہ وفا کے کٹھن سفر میں ایک مرحلہ ایسا بھی آتا ہے جب آدمی کو اپنے ہاتھوں اپنا سینہ چاک کرکے اپنا دل‘ جگر اور کلیجہ نکال کر اپنی ایڑھی تلے رکھ کر مسلنا اور کچلنا پڑ جاتا ہے۔“

جب حضرت ہزارویؒ کو بلہ کے بس اسٹاپ پر اپنے اکلوتے بیٹے کی وفات کی خبر ملی تو شاید وہ ان کی زندگی کا وہی کٹھن مرحلہ تھا۔ حضرتؒ چند ثانیے بے حس وحرکت‘ ساکت وجامد کھڑے رہے‘ بوڑھا آسمان ٹکٹکی باندھے چپ چاپ انہیں تک رہا تھا اور فرشتہ قلم تھامے گوش برآواز تھا‘ ان کے من کی دنیا میں ان چند لمحوں میں جانے کتنی قیامتیں گزری ہوں گی‘ کتنے طوفان‘ کتنی آندھیاں اور کتنے جھکڑ چلے ہوں گے اور پھر حضرتؒ نے اپنے ہاتھوں اپنا سینہ چاک کیا‘ اندر سے اپنا دل‘ جگر‘ کلیجہ اور نفس نکال کر اپنی ایڑی تلے رکھا اور اس پر کھڑے ہو کر جو جملہ ارشاد فرمایا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے‘ حضرت ہزارویؒ نے فرمایا:

”تاج وتخت ختم نبوت کا تحفظ اور پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کے ایمان کی پاسبانی فرض عین ہے جبکہ نماز جنازہ فرض کفایہ۔ میں فرض کفایہ کے لئے فرض عین کو نہیں چھوڑ سکتا‘ میرے اعزہ واقربا سے کہنا کہ میرے بیٹے کی تجہیز وتکفین کا بندوبست کرکے اسے رخصت کردیں۔“

یہ فرما کر حضرت ہزارویؒ نے اپنی بھیگی ہوئی پلکوں کو پونچھا اور اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔

قارئین کرام! آپ نے یہ واقعہ بار ہا پڑھا

اور کئی بار سنا ہوگا لیکن اس پر کبھی سنجیدگی اور یکسوئی سے غور نہیں کیا ہوگا۔ آج اس واقعہ کو پڑھیے...... بار بار پڑھیے اور دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے کہ اگر ہماری زندگی میں ایسا کوئی آزمائشی مرحلہ آ گیا تو ہم کیا کریں گے؟

میں تو سوچتا ہوں اگر حضرت ہزارویؒ کے نامہ اعمال میں کوئی اور نیکی نہ بھی ہوتی' تب بھی بخشش و مغفرت کے لئے بہانے تلاش کرنے والے رب ذوالمنن کی رحمت کو جوش دلانے کے لئے یہی ایک عمل کافی تھا اور اگر حضرت ہزارویؒ کی کتاب زیست کے باقی تمام اوراق سادہ بھی ہوتے' تب بھی قدردانی کے بازار میں ان کی داستان حیات انمول ٹھہرتی اور اگر حضرت ہزارویؒ کے سر کسی اور کارنامے کا سہرا نہ بھی سجا ہوتا' تب بھی صرف اسی ایک کارنامے کی وجہ سے ملت اسلامیہ انہیں اپنے ماتھے کا جھومر کہتے ہوئے فخر محسوس کرتی' مگر حضرت ہزارویؒ کی تو شان ہی نرالی ہے۔ ان کے کارنامے آسمانِ زندگی پر ستاروں کی مانند جگمگا رہے ہیں اور ان کے نامہ اعمال میں تو شاید صرف نیکیاں ہی نیکیاں ہوں گی۔

حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کسی فرد واحد کا نام نہیں بلکہ وہ تو ایک منظم تحریک' ایک انجمن' ایک ادارے اور علم و ہنر کے گہوارے کا نام ہے۔ ان کی زندگی جہد مسلسل اور سعی پیہم سے عبارت ہے' ان کی زندگی کی لغت میں تن آسانی' سہل انگاری' سستی اور چین و سکون کے الفاظ تو ملتے ہی نہیں۔ اللہ رب العزت نے انہیں محیر العقول بصیرت اور حیرت انگیز مومنانہ فراست عطا فرمائی تھی' ان کی نگاہوں میں دور بینی اور ان کی سوچ میں دور اندیشی رکھی تھی۔ وہ سراپا عجز و انکسار' تقویٰ و طہارت کا پیکر اور اخلاص و للّٰہیت کا مجسمہ تھے۔ ان کی ذات بے شمار محاسن کا مرقع اور لاتعداد اوصاف و کمالات کا مجموعہ تھی۔

یوں تو وہ ہر میدان میں اترے' ہر محاذ پر انہوں نے جرأت و شجاعت کے جوہر دکھلائے' اسلام کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کا سر کچلا' مسلمانوں کو گمراہ کرنے والے ہر فرقے اور ہر فتنے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا' دین کے ہر شعبے میں قابل قدر خدمات سرانجام دیں' مگر ان کی سب سے زیادہ صلاحیتیں تحفظ ختم نبوت کے عظیم مشن پر صرف ہوئیں' وہ ساری عمر ختم نبوت کا علم تھامے ہاتھ میں سیف صدیقؓ لئے قادیانیوں پر خدائے قہار کا قہر بن کر ٹوٹتے رہے' ان کی زندگی کا اولین مقصد عقیدۂ ختم نبوت کی پاسبانی تھا' قادیانیوں کے نجس و ناپاک وجود سے رب کی دھرتی کو پاک کرنا ان کا نصب العین تھا' وہ ساری عمر قصر ختم نبوت کے در پر دربانی اور پہرے داری کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ حضرت ہزارویؒ سیدنا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے فدائی اور شیدائی تھے جو عمر بھر کفن بردوش اور سربکف ہو کر دشمنانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے رہے' وہ نصف صدی سے زائد عرصہ برصغیر کی رزم گاہوں میں قادیانی گماشتوں سے برسرپیکار رہے' خواجہ بطحا صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت و ناموس پر کٹ مرنا ان کی زندگی کی سب سے بڑی آرزو اور ان کی دیرینہ تمنا تھی۔ وہ کہا کرتے تھے:

نماز اچھی' حج اچھا' روزہ اچھا' زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحا کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

تحفظ ختم نبوت کے اس عظیم مشن سے والہانہ وابستگی کی بدولت حضرتؒ کو بارگاہ خداوندی میں کیسی مقبولیت اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر شفقت و قربت حاصل تھی؟ اس کا اندازہ پروفیسر مظفر اقبال صاحب کی درج ذیل روایت سے لگائیے:

"پروفیسر صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ہزارویؒ ایک رات کسی نسخے کی تیاری میں مشغول تھے' ان کی اہلیہ کی آنکھ لگ گئی' انہیں خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "غلام غوث کو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ یہ انتہائی خطرناک کام ہے' اس لئے احتیاط کرنا۔" (ہفت روزہ "ختم نبوت" ص۱۳ اکتوبر ۱۹۸۹ء ج:۵ ش:۱۷)

## ہزارہ میں قادیانیت کے منحوس اندھیرے اور حضرت ہزارویؒ کا کردار:

حضرت ہزارویؒ جب دارالعلوم دیوبند سے سند فراغت حاصل کر کے واپس لوٹے تو اس وقت سرزمین ہزارہ میں قادیانی عفریت نے اپنے خونخوار پنجے گاڑ رکھے تھے۔

ہفت روزہ "خدام الدین" منظر کشی کرتا ہے:

"مرزائیت کے زہریلے جراثیم نے اس علاقے کے مسلمانوں کو بُری طرح متاثر کرنا شروع کر دیا تھا' اس علاقے کے چند بااثر افراد کی خطرناک مرزائیت نواز بلکہ مرزائیت ساز پالیسی سے سارے کا سارا علاقہ کفر و ارتداد کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔ انتہائی افسوس ناک

صورت حال یہ تھی کہ ہزارہ کے پیروں' خوانین' وڈیروں اور عام مسلمانوں سے مرزائیوں نے رشتے ناتے لینے دینے شروع کرکے اپنے کفر واسلام کی بحث کو بالکل ختم کردیا تھا۔" (ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور ۱۹/ جولائی ۱۹۶۳ء)

مولانا عبدالرشید ارشد اپنی کتاب "بیس مردان حق" میں اس وقت کے ہزارہ کی صورت یوں بیان کرتے ہیں:

"مولانا ہزارویؒ ایسے وقت میں آکر بفہ میں اقامت پذیر ہوئے جب مانسہرہ کے بڑے بڑے خوانین اور جاگیردار مرزائیت کے دام تزویر میں پھنس چکے تھے' وہ صرف اپنی محفلوں اور حجروں میں ہی نہیں بلکہ جلسوں اور عوامی مجمعوں میں بھی مرزا خبیث کو "حضرت صاحب" کہہ کر پکارتے تھے اور مرزائی اپنے مذہب کی کھلم کھلا تبلیغ کرتے تھے لیکن ان کا راستہ روکنے والا کوئی نہ تھا' ان حالات کا مشاہدہ کرنے سے حضرت ہزارویؒ کو بڑا دکھ ہوا۔" ("بیس مردان حق" صفحہ ۶۱۵ از علامہ عبدالرشید ارشد)

چنانچہ حضرت ہزارویؒ نے بڑے تدبر کے ساتھ حالات کا جائزہ لیا اور پورے ہزارہ کے طوفانی دورے کئے۔ حضرت ہزارویؒ کو کسی بھی علاقے میں قادیانی سرگرمیوں اور خرمستیوں کی اطلاع ملتی تو وہ قادیانیوں پر سیدنا صدیق اکبرؓ کا انتقام بن کر ٹوٹ پڑتے اور ان کو چھٹی کا دودھ یاد دلادیتے۔ معرکہ بھگلہ کی ایمان افروز روداد پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت ہزارویؒ نے قادیانیوں کو کیسے شکست فاش دے کر راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کردیا۔

۱۹۳۴ء میں مرزا بشیرالدین محمود نے ہزارہ کو فتح کرنے اور اپنے اثر ورسوخ کو بڑھانے کے لئے خوانین کی دعوت یا سازش پر اپنے تیز طرار اور شاطر قسم کے مناظر اللہ دتہ کو ہزارہ بھیجا' مرزائی مناظر مختلف جگہوں پر تقریریں کرتا' سادہ لوح مسلمانوں کو بے وقوف بناتا' علماء کرام کو چیلنج کرتا ہوا بھگلہ آپہنچا اور وہاں کے بااثر سادات اور قلیج خان مرزائی کی ملی بھگت اور کوششوں سے وہاں ایک جلسے کا اعلان کردیا گیا اور مختلف دیہاتوں میں دعوت نامے بھیج کر لوگوں کو بلالیا گیا' مقامی علماء کرام نے جب یہ صورت حال دیکھی تو وہ بہت پریشان ہوئے کیونکہ وہ مناظرے کے فن سے بھی ناآشنا تھے اور مرزائیوں کے دجل وتلبیس سے بھی ناواقف تھے' اس لئے مرزائی مناظر کا جواب دینا ان کے بس کی بات نہ تھی' اور پھر وہ جاگیرداروں' خوانین' وڈیروں اور حکام کی مخالفت مول لینے کی جرأت بھی نہ کرسکتے تھے چنانچہ انہوں نے حضرت ہزارویؒ سے رابطہ کیا' یہی وہ موقع تھا کہ حضرت ہزارویؒ اپنے جواں سال بیٹے کا جنازہ چھوڑ کر چلے آئے تھے۔

حضرت ہزارویؒ جب بھگلہ پہنچے تو وہاں جلسہ جاری تھا' اللہ دتہ پولیس کی بھاری نفری اور اپنے مسلح محافظوں کے جھرمٹ میں بڑی شان وشوکت سے اسٹیج پر بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت ہزارویؒ سارے گھیراؤ کو توڑ کر اسٹیج پر چڑھ گئے اور صاعقۂ الٰہی بن کر اس پر ٹوٹ پڑے اور کڑک کر فرمایا:

"او اللہ دتہ! لوگوں کا ایمان خراب نہ کرو' تم اس بدبخت کی نبوت کی بات کرتے ہو' نبوت وولایت تو بڑی چیز ہے میں کہتا ہوں تم مرزا ملعون کو ایک شریف انسان ثابت نہیں کرسکتے' اگر ہمت ہے تو مناظرہ اور مقابلہ کرکے دیکھ لو۔"

اللہ دتہ کو جان کے لالے پڑ گئے اور اس کی قوت گویائی جواب دے گئی' مولانا ہزارویؒ نے اسے دھکا دے کر اسٹیج سے نیچے گرادیا' اس نے اپنے حواریوں سمیت بھاگ جانے ہی میں عافیت جانی اور قادیان پہنچ کر دم لیا۔ مولانا ہزارویؒ نے اسی اسٹیج پر کھڑے ہوکر ختم نبوت کے موضوع پر زبردست تقریر کی۔ "ختم نبوت زندہ باد" کے نعرے لگوائے' لوگوں کے ایمانی ولولوں کو گرماتے ہوئے فرمایا: ان مرزائیوں کا سوشل بائیکاٹ کرو' ان کی شادی' غمی اور نماز جنازہ میں شرکت نہ کرو۔

کسی شاعر نے شاید حضرت ہزارویؒ کی اسی یلغار اور فتح کو دیکھ کر کہا ہو:

اٹھیں تو گردش دوراں قدم بوسی کو حاضر ہو
بڑھیں تو لشکر کفار پہ تیغ رواں ہیں ہم
چلیں تو مہرومہ کی رونقیں قربان ہوجائیں
گریں تو خرمن اشرار پہ برق تپاں ہیں ہم

حضرت ہزارویؒ کی اس جرأت رندانہ نے مسلمانوں کو شعور عطا کیا' ان کے حوصلے اور عزائم بلند ہوئے' علماء کرام بیدار ہوکر قادیانیت کے مقابلے میں اترے اور پھر قادیانیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلیل ورسوا ہوکر تماشۂ عبرت بن گئی۔ حضرت ہزارویؒ کے سوانح نگار مولانا منظور شاہ آسی بھگلہ میں قادیانیوں کی رسوائی وناکامی کی داستان یوں بیان کرتے ہیں:

"بھگلہ میں قادیانیوں اور

مسلمانوں کے مابین مباہلہ ہوا' مولانا عبدالکریم عبداللہ' مولانا عبدالجلیل (عطر شیشہ) اور قاضی عبداللطیف صاحب مسلمانوں کی نمائندگی کر رہے تھے جبکہ عبدالرحیم شاہ' عبدالرحیم اور غلام حیدر قادیانیوں کی چھچ گیری کر رہے تھے' اس موقع پر ہزاروں لوگوں نے جمع ہوکر دعا کی:

"اے اللہ! فریقین میں سے جو جھوٹا ہے اسے بچوں کے سامنے ذلیل و رسوا اور پاگل کردے۔"

اس مباہلے کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبدالرحیم پاگل ہوکر جابہ کے فوجی کیمپ میں گھس گیا' جہاں شور شرابہ کرنے اور بلا اجازت حساس ایریا میں داخل ہونے کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا۔ غلام حیدر کو اس کے ان بھتیجوں نے قتل کردیا جن کی اس نے خود پرورش کی تھی جبکہ عبدالرحیم شاہ کو ایسی بیماری لگی کہ اس کے بدن میں کیڑے پڑ گئے' کسی کو اس سے بات' ملاقات کرنے اور اس کے کمرے میں جانے کی اجازت نہ تھی' وہ اسی طرح ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر گیا۔" (ہفت روزہ "ختم نبوت" ص ۲۱ ج:۳ ش:۲۳)

اس طرح قادیانی ذلیل و رسوا ہوکر منہ چھپائے بھگلہ سے نکل بھاگے اور الحمدللہ آج تک دربدر ہیں۔ کبھی کبھار چوری چھپے آکر اپنے مکانات اور جائیداد پر نگاہ حسرت ڈال کر خائب و خاسر ہوجاتے ہیں۔

یہ حضرت ہزارویؒ ہی کا خاصہ تھا کہ وہ ایک ایک مسلمان کے دین و ایمان کی فکر فرماتے تھے۔ حضرت ہزارویؒ کو معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ فلاں مرزائی خان کی بیوی ابھی تک مسلمان ہے' تو حضرت ہزارویؒ نے کچھ علما کو ساتھ لے کر اس عورت کے بھائی سے ملاقات کی اور اسے ترغیب دی کہ اپنی بہن کو کسی طرح واپس اپنے پاس بلالو' ورنہ اس بدکاری میں تم بھی شریک ہوگے' مگر اس نے توجہ نہ دی اور ٹال مٹول کرگیا۔

مولانا ہزارویؒ نے مانسہرہ میں ایک عظیم الشان جلسہ کیا اور مرزائیت کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اس خان کا نام لے کر فرمایا کہ "اس کی بیوی اپنے آپ کو کسی طرح اس جہنم کی زندگی سے بچائے' اس کا مرزائی کے گھر رہنا بالکل حرام ہے۔" پھر مولانا نے زوردار لہجے میں فرمایا: اور اگر وہ نہیں نکلتی تو ہے کوئی مسلمان جو اس کو لے جائے' میں اس کا نکاح ایک مسلمان کے ساتھ کروادوں گا۔ (ناموس رسالت کے پاسبان ص ۹۷' بحوالہ میں مردان حق)

اس کا اثر یہ ہوا کہ اس کے بعد لوگوں کے ارتداد کا سلسلہ رک گیا' لوگوں نے قادیانیوں سے رشتہ داریاں منقطع کرلیں اور ان کے ساتھ رشتے ناتے کا لین دین ختم کرلیا۔

حضرت ہزارویؒ کی انہی خدمات کی وجہ سے وہاں کے عوام حضرتؒ کے بارے میں ان تاثرات کا اظہار کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اس مرد قلندر مولانا غلام غوث ہزارویؒ پر' اگر حضرت ہزارویؒ قادیانیت کا مقابلہ نہ کرتے تو آج ہزارہ کے اکثر خوانین' جاگیردار' رئیس اور وڈیرے قادیانیت کی گہری کھائیوں میں اوندھے منہ پڑے ہوتے لیکن حضرت ہزارویؒ نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے' مصائب و آلام کو جھیلتے ہوئے' اپنوں اور بیگانوں کی تلخ گوئیوں کا سامنا کرتے ہوئے قادیانیوں کا پوسٹ مارٹم کیا' سفر میں' حضر میں' مناظروں سے' تقریروں سے اور دیگر مجالس میں ہر طرح سے سیاسی اور مذہبی طور پر قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھا' جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے' بڑے بڑے لوگ اعتراف کرتے ہیں کہ اگر مولانا ہزارویؒ نہ سمجھاتے تو ہم اور ہماری نسلیں آج قادیانی ہوتیں مگر حضرت ہزارویؒ کی محنتوں کے صدقے وہی سرزمین ہزارہ ہے جہاں قادیانی تو دور کی بات' قادیانیوں کے ناپاک اور شیطانی مشروب "شیزان" کو گھسنے کی اجازت نہیں۔ مولانا ہزارویؒ نے اپنے اسلاف کے طریق کو اپناتے ہوئے حق بات کو منبر و محراب سے بھی بیان کیا اور وقت آیا تو دارورسن کو چوم کر بھی حق کا اظہار کیا۔" (ہفت روزہ ختم نبوت ج:۵ ش:۳۵)

ان کا نعرہ تھا:

ہر حال میں حق بات کا اظہار کریں گے
منبر نہیں ہوگا تو سر دار کریں گے
جب تک بھی دہن میں ہے زباں سینے میں دل ہے
کاذب کی نبوت کا ہم انکار کریں گے

(جاری ہے)

# اجمل نیازی

## ایک نیا سلمان رشدی

مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

اسلام اپنے مخالفین کے جذبات کا جب اس قدر لحاظ رکھتا ہے کہ ان کے جھوٹے اور باطل عقائد کے خلاف مخصوص آداب و حدود سے متجاوز ہو کر رائے زنی نہیں کرنے دیتا تو حقیقت میں وہ غیروں کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے کہ وہ جو عقائد چاہیں رکھیں اور جن آراء کو چاہیں اختیار کریں انہیں جبراً عقائد کو چھوڑنے اور رائے تبدیل کرنے کی سطح پر نہیں لایا جائے گا۔ البتہ جس طرح ان کی دل آزاری کی مسلم معاشرے کے افراد کو اجازت نہیں، ٹھیک اسی اصول کے تحت غیر مسلموں اور اسلام کے مخالفین کے لئے بھی ہرگز یہ روا اور جائز نہیں کہ اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑائیں، قرآن کی توہین کریں، یا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی ہرزہ سرائی اور بدزبانی کریں جو مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرے۔

وہ اپنے عقائد پر قائم رہنے میں آزاد ہیں لیکن اسلامی عقائد پر حملہ کرنے کو ان کا حق آزادی اظہار نہیں مانا جاسکتا۔ آج کے معروف و مشہور افکار میں سے وہ چاہیں تو سیکولرازم کو اپنائیں یا کیمونزم اور سوشلزم کو مغربی تہذیب کے گن گائیں یا عیسائیت و یہودیت یا قادیانیت و بہائیت میں سے کسی کے محاسن گنوائیں، لیکن انہیں اس بات کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی کہ مسلم معاشرے میں رہتے ہوئے وہ اسلام کے خلاف جو چاہیں کہتے پھریں اور کہنے میں جو انداز اور الفاظ چاہیں استعمال کرتے پھریں۔ عمل اور رد عمل اور علت اور معلول کا قانون ہر کہیں بروئے ظہور آتا ہے۔ مسلمان کے عقائد پر حملہ ہوگا، ان کے دین کی تحقیر کی جائے گی، اس کے اساسات ایمان پر وار ہوگا اور اس کے مرکز عقیدت پر ضرب لگائی جائے گی، اس کے نبی ﷺ اور قرآن کے بارے میں زبان درازی کا مظاہرہ ہوگا تو اس کے اندر غیظ و غضب کے جذبات ابھرنا ناممکن اور غیر فطری نہیں ہوگا۔ دینی حمیت سے بیگانہ طبقہ اس حقیقت سے بے خبر ہے کہ مسلمان کے لئے دین و ایمان کی کیا قدر و قیمت ہے؟ ان کی بے روح دانش یہ جانتی ہی نہیں کہ مسلمان بے عمل اور گناہ گار تو ہو سکتا ہے لیکن اگر اس کے اندر دینی حس جاری و ساری ہو تو وہ بے غیرت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ مسلمان ناموس دین اور آبروئے رسالت ﷺ کے تحفظ کے لئے جان کو قربان کر دینا بہت آسان سمجھتا ہے۔ وہ دراصل حق میں جان کا نذرانہ دے کر بھی باندازِ تاسف یہی کہتا ہے کہ:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایسے خیالات کو جو لاکھوں کروڑوں مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بنتے ہیں، محض آزادی اظہار رائے کے طور پر قبول کرنا کسی معاشرے میں بھی ممکن نہیں ہے۔ ہمارے ہاں آزادیاں کچھ حدود و قیود سے مشروط ہیں۔ ہم بے مہار آزادیوں کے نہ متحمل ہو سکتے ہیں اور نہ فطرت اس کی تائید کرتی ہے۔

اسلام دشمن شخصیات میں ایک اور نام اجمل نیازی کا ہے جو یہود و ہنود کے اشارے پر اسلام کی بیخ کنی کر رہا ہے۔ اجمل نیازی نے اپنے متنازعہ کالم مطبوعہ روزنامہ "دن" لاہور یکم جون ۲۰۰۳ء میں شافع محشر حضور نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں پارلیمنٹ اور سپریم کورٹ سے منظور شدہ قانون ۲۹۵ سی کو "غیر ضروری" قرار دے کر اس پر شدید تنقید کی ہے اور اس طرح خود توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتکب ہوا ہے۔ قانون توہین رسالتؐ کو (نعوذ باللہ) غیر ضروری قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کا تحفظ اس کے نزدیک غیر ضروری چیز ہے۔ حالانکہ اسے معلوم ہونا چاہئے کہ ناموس رسالت کا تحفظ ہر مسلمان کا اولین فرض ہے اور ہر مسلمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو دنیا کی ہر چیز پر مقدم و افضل جانتا ہے، ہر مسلمان اس مسئلہ کے لئے اپنی جان قربان کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے، لیکن راجپال و سلمان رشدی کی اولاد قانون توہین رسالت کو اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لئے بڑی رکاوٹ محسوس کرتی ہے، اس لئے اس قانون کے خاتمے کے لئے وہ اکثر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کرتے رہتے ہیں۔

یہ "اعزاز" روزنامہ "دن" کو ہی حاصل ہے کہ یہاں اسلام اور پاکستان دشمن عناصر کو اسلام کا تمسخر اڑانے، شعائر اسلامی کی توہین کرنے اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کو کھوکھلا کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ ثاقب زیروی قادیانی سے لے کر اجمل نیازی رشدی تک کئی کالم نگار

یہود و ہنود کے اشارے پر آئے دن اسلامی تعلیمات و قوانین کا مذاق اڑاتے اور تنقید و تنقیص کرتے رہتے ہیں۔

اجمل نیازی نے اپنی کتاب "منبر میں محراب" کے پہلے ایڈیشن میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی توہین کی ہے ایک مرتبہ اس نے اپنے کالم میں اہل بیتؓ کی توہین کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ شہادت پانے والوں میں ایک عیسائی بھی شامل تھا (نعوذ باللہ)۔"

(روزنامہ "دن" لاہور 19 مئی 1998ء)

اجمل نیازی "شکل مومناں کرتوت کافراں" کی اعلیٰ مثال ہے۔ وہ شروع میں ایک شاعر کے طور پر ابھرا اور پھر ریکارڈ مال بن کر اسلام کی اخلاقی اقدار سے انحراف کر گیا۔ خود غرضی لالچ اور شکم پروری نے اسے کفر کا متحرک کارندہ بنا دیا اب اس کا بے لگام قلم شعائر اسلامی کا مذاق اڑاتا ہے۔ مسلمانوں کے خلاف زہریلا پروپیگنڈہ کرتا ہے اور اسلام کی مقدس شخصیات کا تمسخر اڑاتا ہے۔ عیسائی اور قادیانی اسے اپنے پروگراموں میں مدعو کرتے ہیں وہاں اسے سر آنکھوں پر بٹھایا جاتا ہے اور پھر اس کے ذریعے ان کے موقف کو روزنامہ دن میں شائع کر کے اسلام کی تضحیک اور مسلمانوں کی رسوائی کا سامان پیدا کیا جاتا ہے۔

اسلام کے ساتھ اس کا تعلق صرف اتنا ہے کہ بس اس کا نام مسلمانوں جیسا ہے ورنہ اس کی کھوپڑی لات و منات دل تعصب و عناد اور سینہ حرص و آز کے کینسر کا شکار ہے۔ مسلمانوں کے خلاف سازش اس کی عداوت اور شرارت اس کی فطرت میں خون کی طرح شامل ہے۔ اخلاقیات کے حوالہ سے وہ تمام عمر مخنث رہا۔ "گنگا گئے تو گنگا رام جمنا گئے تو جمنا داس" ایسی منافقانہ پالیسی پر وہ گامزن ہے۔ طوائف کا کردار بھی قلم کی عصمت کا سودا کرنے والوں سے بہتر ہوتا ہے۔ افسوس! اجمل نیازی ایسے ناعاقبت اندیش اس معیار پر بھی پورے نہیں اترتے۔ اس کی تحریریں ایک فتنہ کا روپ دھار چکی ہیں جن سے امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے:

دیکھ اپنی صفوں میں کھڑے رشدی کے مقلد
ابلیس کو ٹھہراتا ہے کیا مورد الزام

فکری انتشار میں مبتلا اجمل نیازی کے نزدیک قومی غیرت، عزت، جہاد، شہادت، مرد مومن کا تصور، خودی، تائید غیبی، قوت ایمان، تحفظ ناموس رسالت ﷺ، اسلامی بنیاد پرستی ایسی تراکیب فرسودہ اور ناقابل عمل ہیں۔ وہ روشن اسلامی تاریخ کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کبھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا انکار کرتا ہے کبھی وہ شان رسالت میں توہین کرنے والے کو "آزادی تحریر و تقریر" اور "حقوق انسانی" کے تحت نظر انداز کر دینے کا فتویٰ سناتا ہے، کبھی وہ صحابہ کرام پر ناروا تنقید و تنقیص کرتا ہے۔

دولت کے لئے ظرف و ضمیر بیچ دینے والے مادر پدر آزاد شیطان کی اولاد ہوتے ہیں۔ اجمل نیازی اپنے فنکارانہ گیٹ اپ میں ایسا تخنیک کار اور شعبدہ باز ہے جو جھوٹ کو سچ میں بدل دینے کا ماہر ہے۔ اس کا ذہن خباثت کی عمل گاہ ہے:

اب ہوا معلوم تیرا تجزیہ کرنے کے بعد
تو ہے اک شیطان خاکی آدمی کے روپ میں

ملعون زمانہ سلمان رشدی اور اس قبیل کے دیگر مسیلمہ کذابوں، راجپالوں اور قادیانیوں کے دفاع میں اس نے روزنامہ "دن" میں کالم لکھ کر اپنے چہرے پر اسی کالک اور پھنکار ملی ہے جس کو سات سمندروں کا پانی بھی نہیں دھو سکتا۔ اسلام کے طے شدہ مسائل میں التباس اور مغالطے پیدا کرنا اس کی ڈیوٹی ہے لیکن ایسے مجہول شخص کو کون سمجھائے کہ (بقول شخصے) دین اکبری کے ضابطے دور اکبری کے ساتھ ہی دفن ہوتے رہتے ہیں۔

ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم جس دور میں رو رہے ہیں وہاں محمود صادق (مالک روزنامہ دن) ایسے لوگ دولت اور تعلقات کے بل بوتے پر حادثاتی طور پر صحافت میں آ گئے ہیں۔ وہ اپنے ضمیر کی عدالت سے فیصلہ لے کر بتائیں کہ کیا وہ صحافی ہیں؟ وہ تو صحیح تلفظ سے اپنا اخبار نہیں پڑھ سکتے دیگر رسائل کیا پڑھیں گے؟ ان کے چھپتے مضامین (مقالہ خصوصی کے نام سے سال میں ایک دو مرتبہ) ان کے اپنے اخبار میں شائع ہوتے ہیں وہ ایڈیٹوریل سیکشن کے صحافی اسے لکھ کر دیتے ہیں۔ ہم انہیں چیلنج کرتے ہیں کہ آپ صحافت کے معیار پر پورا اترتا ہوا دنیا کے کسی ایک موضوع پر بذات خود کوئی ایک مضمون لکھ دیں ہم آپ کو منہ مانگا انعام دیں گے۔ جس طرح فرنٹیئر پوسٹ کے ایڈیٹر رحمت علی آفریدی منشیات کے دھندے میں ملوث تھے اسی طرح وہ بھی صحافت کی آڑ میں ناپسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث ہیں اور اپنے چہرے پر ایک اخبار کے مالک ہونے کا ماسک پہن رکھا ہے۔

اجمل نیازی کے مذکورہ متنازعہ کالم کی اشاعت پر ہم روزنامہ "دن" کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق محفوظ رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم تمام مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ یہود و ہنود کے سرمائے پر چلنے والے اور شعائر اسلامی کی توہین کرنے والے اخبار روزنامہ "دن" کا مکمل بائیکاٹ کریں۔ ہم حکومت سے بھی اپیل کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات کا احترام کرتے ہوئے اور امن و امان کی صورت حال کے پیش نظر روزنامہ "دن" کا ڈیکلریشن فوری طور پر منسوخ کرے اور اس کے مالکان اور کالم نگار اجمل نیازی کو فوری طور پر گرفتار کر کے انسداد دہشت گردی کی عدالت میں ان پر مقدمہ چلایا جائے۔

☆☆.........☆☆

**بقیہ معیار صداقت**

روحانی خزائن ج ۱۱ص ۴۹)

۹:......تئیس برس:

"تئیس برس کی عمر تک یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے۔" (ضمیمہ اربعین ۳، ۴ ص اول، روحانی خزائن ج ۱۷ ص ۴۶۸)

۱۰:......پچیس برس:

"کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس برس تک مہلت دی گئی؟" (سراج منیر ص ۲، روحانی خزائن ج ۱۲ ص ۴)

۱۱:......تیس برس:

"یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افتراء کرنے والا...... تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے۔" (حقیقت الوحی ص ۲۰۶، روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۵)

کیا مرزا صاحب کا یہی خدائی پیمانہ ہے؟ جو "جلد فی الفور دست بدست" سے شروع ہوتا ہے اور "دس، گیارہ، بارہ، چودہ، سولہ، اٹھارہ، بیس، تئیس، پچیس برس" کی وسعتوں کو پھلانگتے ہوئے "تیس برس" تک پہنچ جاتا ہے۔ ان کے اس طبع شدہ معنوی پیمانہ کو دیکھنے والا کیا یہی نہیں کہے گا کہ:

"یہ تو صریح اجتماع ضدین ہے اور کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔" (ازالہ اوہام حصہ اول ص ۲۳۹، روحانی خزائن ج ۳ ص ۲۲۰)

انصاف فرمائیے! اگر ۲۳ برس کی مہلت "صادقوں کا پیمانہ" تھا تو مرزا صاحب نے اس سے کم وبیش مدت کو معیار کے طور پر کیوں پیش کیا؟

## تبصرۂ کتب

نام کتاب: حافظ الحدیث نمبر

ضخامت: ۶۸۸ صفحات

ناشر: مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، جامعہ انوار القرآن نارتھ کراچی

قیمت: ۳۰۰ روپے

ولی کامل، عاشق رسول، رئیس المجاہدین، ترجمان ختم نبوت، یادگار اسلاف، جمعیت علماء اسلام کے امیر، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سرپرست، استاذ العلماء، حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نور اللہ مرقدہ کے نام نامی اسم گرامی سے عالم اسلام کا ہر ذی شعور انسان بخوبی واقف ہے۔

حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی، علم وعمل، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت، معرفت الٰہی، عشق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن وسنت سے والہانہ عقیدت، دین اسلام کی سربلندی کے لئے انتھک جدوجہد، نظام اسلام کے قیام کے جذبہ، اعلائے کلمۃ الحق، باطل کی سرکوبی، ناموس رسالت کے تحفظ، غیرت ایمانی، خدمت خلق، ایثار وقربانی، توکل علی اللہ، شغل بذکر اللہ سے عبارت ہے۔

آپ نے اپنی ساری زندگی قرآن وسنت کی نشرواشاعت اور تبلیغ دین میں بسر کردی، جس کے نتیجہ میں آج صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ ہندوستان، بنگلہ دیش، افغانستان، ایران، مصر، سعودی عرب، افریقہ، امریکہ، برطانیہ وغیرہ دنیا بھر کے اکثر وبیشتر ممالک میں آپ کی جلائی ہوئی دین اسلام کی شمعیں روشن ہیں، ہر جگہ آپ کے شاگرد، متعلقین اور آپ سے تعلق رکھنے والے افراد خدمت دین میں مصروف نظر آتے ہیں۔

زیر تبصرہ "حافظ الحدیث نمبر" حضرت درخواستی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وعملی، مذہبی وسیاسی، ملکی وملی خدمات اور آپ کی زندگی کے ایمان افروز حالات وواقعات کا ایک ایسا حسین گلدستہ ہے، جس میں علماء کرام، دانشور، ادیب وخطیب اور اہل قلم حضرات کی عقیدت مندانہ تحریروں کے پھولوں کو حسن ترتیب سے سجایا گیا ہے۔ یہ نمبر جانشین حضرت درخواستی، مولانا فداء الرحمٰن درخواستی کی ہدایت وسرپرستی میں ملک کے نامور ادیب وخطیب مولانا عبدالرشید انصاری نے شب وروز کی محنت سے مضامین ترتیب دے کر، جامعہ انوار القرآن کے ترجمان ماہنامہ "انوار القرآن" کو خصوصی نمبر کی شکل میں شائع کرایا ہے۔ یہ نمبر انتہائی خوبصورت ٹائٹل، عمدہ کاغذ اور اعلیٰ چھپائی پر مشتمل ہے اور قارئین کو دعوت مطالعہ دیتا ہے۔ امید ہے کہ شائقین علم اس کی پذیرائی کریں گے۔

قادیانیوں کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے آگاہ رہنے کے لئے ہفت روزہ "ختم نبوت" کا مطالعہ کرتے رہئے۔

فتنہ قادیانیت سے متعلق معلومات کیلئے ان ویب سائٹوں سے رجوع کیجئے

www.khatm-e-nubuwwat.org
www.khatme-nubuwwat.org
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.lolaak.clickhere2.net
www.khatm-e-nubuwwat1.clickhere2.net
www.weeklykhatm-e-nubuwwat.clickhere2.net

# عالمی خبروں پر ایک نظر

## ختم نبوت کانفرنس یورپ میں اسلام کے اصل چہرے کو متعارف کرانے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ حضرت امیر مرکزیہ

لندن (نمائندہ خصوصی) ختم نبوت کانفرنس یورپ میں اسلام کے اصل چہرے کو متعارف کرانے کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ اسلام کی ترویج و اشاعت کے لئے ہر ممکن اقدامات کئے جائیں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد اور صاحبزادہ سعید احمد ایک ماہ کے تبلیغی دورے پر برطانیہ پہنچ گئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ رشید احمد اور صاحبزادہ نجیب احمد پہلے ہی لندن پہنچ چکے ہیں۔ اپنے دورے کے دوران وہ 3 / اگست 2003ء کو برمنگھم میں منعقد ہونے والی اٹھارہویں سالانہ انٹرنیشنل ختم نبوت کانفرنس کی صدارت کریں گے۔ جبکہ اس سے قبل وہ کانفرنس کے انعقاد کی تیاری کے سلسلے میں برطانیہ کے مختلف شہروں کا دورہ کریں گے جس کے دوران وہ مقامی علمائے کرام اور عوام الناس سے ملاقاتیں کریں گے اور ان سے مجوزہ کانفرنس کے انعقاد کے حوالے سے تبادلہ خیال کے علاوہ اسلام میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت سے انہیں آگاہ کریں گے۔ واضح رہے کہ اس کانفرنس کا انعقاد گزشتہ سترہ سالوں سے باقاعدگی سے ہر سال ہو رہا ہے۔ یہ کانفرنس قادیانیوں کے سالانہ اجتماع کے جواب میں اس اجتماع کے بعد منعقد کی جاتی ہے۔ کانفرنس میں دنیا بھر کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے علمائے کرام، مذہبی اسکالر اور عوام الناس شرکت کر کے عقیدۂ ختم نبوت سے اپنی دیرینہ وابستگی اور قادیانیت سے نفرت و بیزاری کے اظہار کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کو دعوت اسلام دیتے ہیں۔ اس کانفرنس کا انعقاد جامع مسجد برمنگھم میں ہوتا ہے جو کانفرنس کے انعقاد کے روز اپنی وسعت و کشادگی کے باوجود مسلمانوں کی کثرت کی وجہ سے تنگ اور ناکافی محسوس ہوتی ہے۔ کانفرنس کے سلسلے میں اعلانات اور دیگر تشہیری ذرائع کے استعمال کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے تاکہ ماضی کی طرح اس سال بھی کانفرنس کو بھرپور کامیاب بنایا جا سکے۔

## ۱۱/ستمبر کے واقعہ کے بعد دنیا میں قبولیت اسلام کی شرح میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوا ہے

لندن (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے مرکزی رہنماؤں مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، حافظ اکرام، مولانا محمد تکلین، مولانا عزیز الرحمٰن، قاری محمد ہاشم کی جانب سے جاری کردہ ایک بیان میں کہا گیا ہے کہ اسلام میں خواتین پر جبر و زیادتی کے منفی پروپیگنڈے کے باوجود اوکلاہاما امریکہ میں صرف گزشتہ ایک سال کے عرصے میں 1450 غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا ہے جن میں اکثریت خواتین کی ہے۔ اس حقیقت کا انکشاف ممبئی بھارت سے شائع ہونے والے اخبار ''انقلاب'' کی ایڈیٹر ممتاز بھارتی صحافی ریحانہ نے اپنے دورۂ امریکہ کے اختتام پر کیا ہے۔ ان کے اس انکشاف کو بڑی کوریج ملی ہے۔ نومسلموں کی اس بڑھتی ہوئی تعداد نے غیر مسلموں کی اسلام میں بڑھتی ہوئی دلچسپی کی بھرپور نشاندہی کی ہے۔ یورپ میں اسلام کے فروغ کے لئے ہونے والی کانفرنسوں کے ذریعہ اسلام کی ترویج و اشاعت میں مزید اضافہ کی امید ہے۔ ختم نبوت کانفرنس برمنگھم بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ۱۱/ستمبر کے واقعہ کے بعد سے دنیا میں قبولیت اسلام کی شرح میں پہلے کی نسبت کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ اسلام دنیا کا سب سے جدید اور ترقی یافتہ مذہب ہے جبکہ اس کے برعکس دیگر مذاہب دقیانوسیت کی تعلیم دیتے ہیں۔ بین الاقوامی سطح پر اسلام کے خلاف منفی رویے نے سنجیدہ فکر کے حامل غیر مسلموں بالخصوص قادیانیوں کو اسلام کی حقیقی تعلیمات کے مطالعہ پر مجبور کر دیا ہے۔ ۱۱/ستمبر کا واقعہ غیر مسلموں کے لئے اسلام اور مسلمانوں سے رابطے اور تعارف کا ذریعہ بن گیا ہے۔

REGD. NO. SS-160

# کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

## قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

### جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

## ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

### ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرتِ رسولِ آخرﷺ، سیرتِ الصحابہؓ، دینی واصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

### الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

### تعاون کا ہاتھ بڑھایئے

- خریدار بنیئے — بنائیے
- اشتہارات دیجئے
- مالی امداد فراہم کیجئے

انشاء اللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے